Postal Reg. No. PB\0151\2

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 52

ایڈیٹر منیر احمد خادم

نائبین قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 32

شرح چندہ سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ £ یا 40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ £

13 جمادی الثانی 1423 ہجری 12 ظہور 1382 ہش 12/اگست 2003ء

ER. M. SALAM Sb
FLAT No. - 704
BLOCK No. - 43
SECTOR - 4
NEW SHIMLA 171009

اخبار احمدیہ

قادیان 9/اگست 2003ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ کل حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت بالخصوص عہدیداران کو امانت کا حق ادا کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔

ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔

تم اُس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے

وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیز گار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لئے مدد نازل کی جاتی ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

''خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے انواع واقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا۔ گو اوائل میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی طرح داغ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔ سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیز گار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لئے مدد نازل کی جاتی ہے۔ اور اس طرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبینا محمد ﷺ کیسی کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے اور ان دنوں میں ابو جہل وغیرہ کفار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت ﷺ کے دشمن جانی ہو گئے تھے تو پھر کیا چیز تھی جسنے انجام کار ہمارے نبی ﷺ کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اس پر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لو گے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا، وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ سو اس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو۔ تم اُس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اُس کے لب جھوٹ سے اور اس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائیگا۔ اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذرّیت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اس کے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ۔ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔

کرامت کیا چیز ہے اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے، وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے۔ تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو ان بندوں کی عزت زیادہ کرنے کیلئے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جان نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کئے جانے اور ان کو برا کہا جاتا اور کذّاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجّال اور ٹھگ اور فریبی ان کا نام رکھا جاتا ہے اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپ کو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ ان کی تائید میں کوئی نشان دکھاوے تب یکدفعہ ان کا دل دکھتا اور ان کا سینہ مجروح ہوتا ہے۔ تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں اور اُن کی دردمندانہ دعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے۔ اور جس طرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بہ تہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہو گا

''ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است زیر آں گنجِ کرم بنہادہ است''

(راز حقیقت روحانی خزائن جلد ۱۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۸ مطبوعہ لندن)

منیر احمد حافظ آبادی ایم-اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ خود اپنی زندگی متقیانہ ہو

جن خاندانوں میں مائیں نیک ہوں، ایسے گھروں کے بچے عموماً دین کی طرف رغبت رکھتے ہیں

بچپن سے ہی بچے کے دل میں دین کی اہمیت پیار اور عزت پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مستورات سے خطاب۔ بر موقع جلسہ سالانہ یوکے 2003

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2003 کے دوسرے دن مورخہ 26 جولائی کو ہندوستانی وقت کے مطابق 4.30 بجے مستورات سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے اولاد کی تربیت کے سنہری اصول اور ان کی ضرورت واہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

حضور انور نے اپنے خطاب کے آغاز میں سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر 16 کی تلاوت کی اور فرمایا دنیا میں ہر شخص چاہے وہ مرد ہو یا عورت جب وہ شادی شدہ ہو جاتا ہے تو یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کے ہاں اولاد ہو اور صحت مند اولاد ہو جو ان کا نام روشن کرے بڑے ہو کے ان کے کام آئے اگر امیر ہے تو چاہے گا کہ بچہ بڑا ہو کر ان کے کاروبار کو سنبھالے اس کی جائیداد کی نگرانی کرے اس کو مزید وسیع کرے وسعت دے اور اگر غریب ہے تو خواہش ہو گی کہ بیٹا بڑا ہو کر اس کا سہارا بنے لیکن ایک گروہ ایسا بھی ہے جس میں غریب بھی شامل ہیں امیر بھی شامل ہیں یہ ایسے لوگوں کا گروہ ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں۔ اور یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارا دین ہمیشہ دنیا پر مقدم رہے۔ اس کیلئے کوشش بھی کرتے ہیں اور یہی گروہ کامیاب ہونے والوں کا گروہ ہے جنہوں نے خود بھی کوشش کی کہ وہ نیکیوں کا راستہ اپنائیں اور اپنے بچوں کو تربیت کی طرف بھی توجہ دیں۔ وہ راستہ اپنائیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کا راستہ ہے اور دعاؤں سے اس کی مدد چاہتے ہوئے اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہیں حضور انور نے فرمایا یہ جو آیت میں نے پڑھی ہے یہ ایسے لوگوں کے بارے میں ہی ہے اس کا ترجمہ ہے کہ اس نے کہا اے میرے رب مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی بھی اصلاح کر دے یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا جن خاندانوں میں مائیں نیک ہوں۔ نمازیں پڑھنے میں باقاعدہ ہوں۔ نظام جماعت کی اطاعت کرنے والی ہوں۔ اجلاسوں اجتماعوں وغیرہ میں شامل ہونے والی ہوں ہر قسم کے تربیتی پروگراموں میں اپنے کاموں کا حرج کر کے حصہ لینے والی ہوں اور سب سے بڑھ کر اپنے بچوں کے لئے دعائیں کرنے والی ہوں تو ایسے گھروں کے بچے عموماً دین کی طرف رغبت رکھنے والے ہوتے ہیں اور ماں باپ کے بھی اطاعت گزار ہوتے ہیں۔ اس لئے سب سے اہم اور ضروری چیز یہ ہے کہ ماں باپ خود اپنے بچوں کیلئے نمونہ بنیں۔

حضور انور نے فرمایا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بہت درد کے ساتھ بچوں کی تربیت کیلئے ارشادات فرمائے ہیں ان میں سے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اس زمانے میں دنیا سے ٹکر لیکر جب ہم نے وقت کے امام کو مانا ہے تو اس کی تعلیمات پر عمل کرنے والے بھی ہوں اور اپنی اولادوں کی اصلاح کیلئے اس کے درد میں شامل ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں انسان کو سوچنا چاہئے کہ اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش تک محدود نہ کر دینا چاہئے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اب اگر انسان اپنی زندگی کے منشاء کو پورا نہیں کرتا اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق وفجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کیلئے اولاد کی خواہش کیا نتیجہ رکھے گی صرف یہی کہ گناہ کیلئے اپنا ایک اور جانشین چھوڑ دیتا ہے پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کیلئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بات بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہو گا لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہو گا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں اصلاح نہ کرے اگر خود فسق وفجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذاب ہے صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بنا دے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہو گی۔ اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہو گی کہ اس کو باقیات صالحات کا مصداق کہیں۔ غرض مطلب یہ ہے کہ اولاد کی خواہش صرف نیکی کے حصول پر ہونی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ عباد الرحمٰن بنائیں بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کریں جب ذرا بات سمجھنے لگ جائیں تو جب بھی کوئی چیز دیں تو یہ کہہ کر دیں کہ یہ تمہیں اللہ میاں نے دی ہے شکر کی عادت ڈالیں پھر آہستہ آہستہ سمجھائیں جو چیز مانگنی ہے اللہ میاں سے مانگو پھر نمازوں کی عادت بچپن سے ہی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ آج کل بعض محنتی مائیں اپنے بچوں کو پانچ ساڑھے پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم ختم کرا لیتی ہیں اس کا مطلب ہے چار سال کی عمر میں قاعدہ شروع کرواتی ہوں گی۔ لیکن اکثریت ایسی ماؤں کی ہے جو بچے کو سکول ساڑھے تین چار سال تک بھیجنے کی خواہش کا اظہار کرتی ہیں۔ لیکن نماز اور قرآن سکھانے اور پڑھانے کے متعلق کہو تو کہتی ہیں کہ ابھی چھوٹا ہے۔ حضور انور نے بچوں کے نماز پڑھنے کے حوالے سے چند احادیث پیش فرمائیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو پھر دس سال کی عمر تک اس کو سختی سے کاربند کرو نیز ان کے بستر الگ الگ بچھاؤ۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اور تو ساری باتیں بچپن میں سکھانے کی خواہش کی جاتی ہے مگر دین کے متعلق کہتے ہیں کہ بچہ بڑا ہو کر سیکھ لے گا ابھی کیا ضرورت ہے۔ بچے نے ابھی ہوش بھی نہیں سنبھالی ہوتی اور ڈاکٹر منع کرتا ہے کہ ابھی اسے پڑھنے نہ بھیجو مگر ماں باپ اسے سکول بھیج دیتے ہیں ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ سال جو اس کے ہوش آنے کے ہوتے ہیں ان میں بھی کچھ نہ کچھ پڑھ ہی لے۔ مگر نماز کیلئے جب وہ بلوغت کے قریب پہنچ جاتا ہے تب بھی یہی کہتے ہیں کہ ابھی بچہ ہے بڑا ہو کر سیکھ لے گا۔ جب تک ماں باپ یہ نہ سمجھیں کہ دین سکھانے کا زمانہ بچپن ہے اور جب تک والدین نہ سمجھیں کہ ہمارا اثر بچپن میں ہی بچوں پر پڑ سکتا ہے تب تک بچے دیندار نہیں بن سکیں گے۔

حضور انور نے فرمایا دینی تعلیم و تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اور خاص طور پر آج کل جبکہ ساری دنیا میں ہر ملک کا معاشرہ مادیت میں گھرا ہوا ہے بچے کو اپنے گھر کے ماحول میں زیادہ قریب لانے کی کوشش ہونی چاہئے۔ ماں باپ کا بچے کے ساتھ سلوک ایسا ہو کہ بچہ ان کے ساتھ ایک ذاتی تعلق رکھے اور ماں باپ کو بھی بچے کے ساتھ ذاتی تعلق ہو۔ یہ دوستی والا تعلق ہوتا ہے بچہ زیادہ سے زیادہ ان کی تربیت کے زیر اثر رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ بھی احسان ہے کہ ہمیں جماعتی ذیلی تنظیموں کا نظام میسر ہے۔ تربیتی کلاسیں ہیں۔ اجتماع ہیں۔ جلسے وغیرہ ہوتے ہیں حضرت مصلح موعودؓ احمدی ماؤں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں احمدی ماؤں کو خصوصیت کے ساتھ اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے ننھے ننھے بچوں میں خدا پرستی کا جذبہ پیدا کریں اور اس کیلئے ہر وقت کوشاں رہیں ان کے سامنے ہرگز کوئی ایسی بات چیت نہ کریں جس سے کسی بد خلق کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اگر کوئی بچہ نادانی سے خلاف مذہب کرتا ہو اسے فوراً روکا جائے اور ہر وقت اس بات کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے قلب میں جاگزیں ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے دوست کے زیر اثر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک خیال رکھے کہ کسے دوست بنا رہا ہے حضور انور نے فرمایا بچوں کی تربیت میں ایک ضروری بات یہ ہے کہ اکثر والدین لڑکوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور لڑکے لڑکی کے درمیان امتیازی سلوک ہو رہا ہوتا ہے اور لڑکے لاڈ پیار میں بگڑتے چلے جاتے ہیں اور نکمے بن کر بیٹھے رہتے ہیں۔ پانی کا گلاس بھی اگر پینا ہو تو خود چل کر پی نہیں سکتے۔ ماں باپ آرام سے بیٹھے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی کچھ کہنے والا نہیں ہوتا۔ یہ کوئی چھوٹی برائی نہیں ہے بعد میں اس کے بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں۔

باقی صفحہ (16) پر ملاحظہ فرمائیں

اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کے لئے دعا ایک بڑا مؤثر ذریعہ ہے۔ اصل شکر تقویٰ اور طہارت میں مضمر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنے اصحاب کی خدمتوں پر قدر دانی کے واقعات

(آیات قرآنی، احادیث نبویہ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور روایات صحابہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت شکور کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ -فرمودہ ۱۴ رمارچ ۲۰۰۳ء مطابق ۱۴رامان ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ۔ لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ۔ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ﴾ (سورۃ الفاطر:۳۰،۳۱)

یقیناً وہ لوگ جو کتاب اللہ پڑھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اس میں سے جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور اعلانیہ بھی، وہ ایسی تجارت کی امید لگائے ہوئے ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔ تا کہ وہ اُن کو اُن کے اُجور (اُن کی توفیق کے مطابق) بھرپور دے بلکہ اس سے بھی زیادہ انہیں اپنے فضل سے بڑھائے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا (اور) بہت قدردان ہے۔

ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْہُ لَکُمْ وَ یَغْفِرْلَکُمْ۔ وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ﴾(سورۃ التغابن:۱۸)

اگر تم اللہ کو قرضۂ حسنہ دو گے (تو) وہ اُسے تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت قدرشناس (اور) بردبار ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مَیں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ھالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق گفتگو کی تو انہوں نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ ...... اکثر چپ رہتے تھے، بلاضرورت بات نہ کرتے تھے، جب بات کرتے تو پوری وضاحت کے ساتھ کیا کرتے ...... نہ کسی کی مذمّت اور تحقیر کرتے اور نہ توہین وتنقیص۔ چھوٹی سے چھوٹی نعمت کو بھی بڑا ظاہر فرماتے۔ شکر گزاری کا رنگ نمایاں تھا۔ کسی چیز کی مذمّت نہ کرتے اور نہ اتنی تعریف کہ جیسے وہ آپ کو بے حد پسند ہو۔ ...... ہمیشہ میانہ روی شعار رہا۔......

(شمائل ترمذی. باب کیف کان کلام رسول اللہ ﷺ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب کسی کو نصیحت فرمایا کرتے تھے تو اکثر تین بار دہرایا کرتے تھے۔ تا کہ اچھی طرح اس کے ذہن نشین ہو جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا کھانے والا شکر گزار بھی ہو تو وہ صابر روزے دار جیسا ہے۔ (ترمذی. کتاب صفة القيامة والرقائق باب ما جاء فی صفة اوانی الحوض)

اب یہ حدیث جو ہے یہ قابل غور ہے۔ کھانا کھانے والا شکر گزار بھی ہو تو صابر روزے دار جیسا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

حضرت بکر بن عبد اللہ اَلْمُزَنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے نعمتوں سے نوازا گیا ہو اور وہ اس پر نظر نہ آئیں تو اسے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھنے والے اور اس کی نعمتوں سے دشمنی رکھنے والے کا نام دیا گیا ہے۔ (القرطبی. جلد ۲۰ صفحہ ۱۰۲)

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ آپ کو کوئی اچھا کپڑا دیا جائے کوئی خوبصورت لباس دیا جائے تو آپ اسے زیبِ تن کر لیا کرتے تھے۔ تا کہ دیکھنے والوں کو پتہ چل جائے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس یہ نعمتیں ہیں۔ نعمتوں کے اس قسم کے اظہار کے نتیجے میں ایک یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کو پتہ چلتا ہے کہ اس پاس کچھ ہے اور وہ اس سے اپنی حاجت روائی کی توقع رکھتے ہیں۔ بعض ملامتی فرقے کے لوگ ہیں جو اچھا بھلا ہونے کے باوجود میلے اور گندے کپڑے پہنے پھرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اسی میں ہماری نجات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ دے، پسند فرماتا ہے کہ وہ اس کے جسم پر نظر بھی آئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: بندے کو قیامت کے دن خدا کے سامنے پیش کیا جائے گا تو خدا اس سے فرمائے گا: کیا مَیں نے تمہیں کان، آنکھیں، مال اور اولاد نہ دی تھی اور تیرے لئے جانور اور کھیتی مسخر نہ کر دیئے تھے۔ اور تجھے سرداری نہ دی تھی اور تُو نعمتوں میں نہ پلا بڑھا تھا؟ کیا تجھے کبھی یہ خیال آیا تھا کہ ایک دن تیری مجھ سے ملاقات ہوگی؟ بندہ کہے گا: نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس طرح تو نے آج کے دن مجھے بھلا دیا ہے میں قیامت کے دن تجھے بھلا دوں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:۔ میں نے ایک مرتبہ کسی کا علاج کیا۔ ایک بڑھیا نے نذرانہ میں مجھ کو سکھوں کے وقت کا تانبے کا ایک پیسہ دیا۔ میں نے نہایت خوشی اور شکر گزاری کے ساتھ لے لیا۔ اور اپنے دل میں سوچا کہ میں اس کو اگر خدا کے نام پر کسی کو دے دوں تو کم سے کم اس ایک پیسے سے سات سو پیسے بنا سکتا ہوں۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ...... الخ (البقرہ: ۲۶۲) (مرقاۃ الیقین صفحہ ۲۶۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے مخلص اصحاب کی خدمتوں پر قدردانی کا اظہار کرتے ہوئے جس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتے تھے اس کی کچھ جھلکیاں تو پچھلے خطبوں میں بیان کر چکا ہوں۔ اس ضمن میں چند مزید واقعات آج آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:۔ آپ اپنے خدام کو بڑے ادب اور احترام سے پکارا کرتے تھے۔ اور حاضر وغائب ہر ایک کا نام ادب سے لیتے تھے۔ میں نے بارہا سنا ہے اپنی زوجہ محترمہ سے آپ گفتگو فرما رہے ہیں۔ اور اسی اثناء میں کسی خادم کا نام زبان پر آ گیا تو بڑے ادب سے لیا جیسے سامنے لیا کرتے ہیں۔ کبھی تُو کر کے کسی کو خطاب نہیں فرمایا، تحریروں میں جیسا آپ کا عام رویہ ہے، حضرت اخویم مولوی صاحب اور حضرت اخویم حبی فی اللہ مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے۔ میں نے اتنے دراز عرصہ میں کبھی نہیں سنا کہ آپ نے مجلس میں کسی ایک کو بھی تُو کر کے پکارا ہو۔

(سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ صفحہ ۴۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

اور وہ گروہ مخلص جو ہماری جماعت سے کاروبار تجارت میں مشغول ہے ان میں سے ایک جبی فی اللہ سیٹھ عبدالرحمان صاحب تاجر مدراس قابل تعریف ہیں اور انہوں نے بہت سے موقعہ ثواب کے حاصل کئے ہیں۔ وہ اس قدر پُر جوش محبّ ہیں کہ اتنی دور رہ کر پھر نزدیک ہیں اور ہمارے سلسلہ کے لنگر خانہ کی بہت سی مدد کرتے ہیں اور ان کا صدق اور ان کی مسلسل خدمات جو محبت اور اعتقاد اور یقین سے بھری ہوئی ہیں تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہیں کیونکہ تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں...... میں خوب جانتا ہوں کہ شیخ صاحب موصوف دل و جان سے ہمارے محبّ ہیں۔ انہوں نے فوجداری مقدمات میں جو میرے پر کئے گئے تھے اپنے بہت سے روپیہ سے میری مدد کی اور جوش محبت سے دیوانہ وار سرگرداں ہو کر میری ہمدردی کرتے رہے۔ اب وہ ہمارے کام کے لئے صدہا روپیہ کا خرچ اٹھا کر لندن میں بیٹھے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو جلد تر خیر و عافیت سے واپس لائے۔(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۵۸ تا ۱۵۹) اب مجھے علم نہیں تھا کہ وہ لندن سلسلے کے کام پہ گئے ہیں مگر بہرحال اس روایت سے پتہ چلا ہے۔

''جبی فی اللہ مولوی غلام حسن صاحب پشاوری'': یہ غالباً حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خسر تھے۔'' اس وقت لدھیانہ میں میرے پاس موجود ہیں۔ محض ملاقات کی غرض سے پشاور سے تشریف لائے ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ وفادار مخلص ہیں اور لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ میں داخل ہیں۔ جوش ہمدردی کی راہ سے دو روپیہ ماہواری چندہ دیتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ بہت جلد للّٰہی راہوں اور دینی معارف میں ترقی کریں گے کیونکہ فطرت نورانی رکھتے ہیں''۔(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۰) یہ بیچ میں آکے لاہوری فتنے کا شکار ہو گئے تھے اور بہت دیر تک ان کی وجہ سے جماعت پشاور اور اردگرد لاہوری فرقہ پھیلا لیکن چونکہ وہ نیک انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ان کا بڑی محبت سے ذکر فرمایا ہے بالآخر قادیان پہنچے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور نیک انجام جماعت احمدیہ کے ساتھ ہوا۔

''حبّی فی اللہ مولوی حکیم غلام احمد صاحب انجینئر ریاست جموں۔ مولوی صاحب موصوف نہایت سادہ وضع، یک رنگ، صاف باطن دوست ہیں اور عطرِ محبت اور اخلاص سے ان کا دل معطر ہے۔ دینی امدادات میں پورے پورے صدق سے حاضر ہیں۔ مولوی صاحب اکثر علوم و فنون میں کامل لیاقت رکھتے ہیں اور ان کے چہرہ پر استقامت و شجاعت کے انوار پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ کے چندہ میں دو روپیہ ماہواری انہوں نے اپنی مرضی سے مقرر کیا ہے۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء''۔(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۱ تا ۵۳۲) اب دیکھیں دو دو روپوں والوں کا بھی کیسا ذکر کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور یہ انہی دو دو روپے کی برکت ہے کہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے کروڑوں روپیہ جماعت کو ملنا شروع ہو گیا ہے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے لوث دینی خدمات اور اَن گنت خوبیوں کے اعتراف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک فارسی نظم لکھی اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں جس نے شجاعت کے ساتھ صراطِ مستقیم پر جان دی۔ وہ دینِ اسلام کا حامی تھا اس کا خدا نے لیڈر نام رکھا تھا وہ خدائی اسرار کا عارف تھا اور دین متین کا خزانہ۔ اس نے سچائی کو اختیار کر لیا تھا اور اپنے اخلاص اور صدق کی وجہ سے ربِ علیم کی درگاہ میں رحمت کا مورد بن گیا تھا۔ اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت دلاتا رہتا ہے مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے۔ اس کی فطرت چونکہ فہمِ رسا کی آب و تاب رکھتی تھی اس لئے جو کچھ بھی ہم کہتے تھے وہ اس کی زیرک طبیعت میں داخل ہو جاتا تھا۔ اگرچہ ایسے یک رنگ کی جدائی سے دل کو تکلیف ہے لیکن خداوند کریم کے فعل پر راضی ہیں۔ اے خدا اس کی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرما اور نہایت درجہ فضل کے ساتھ اسے جنّت میں داخل کر دے۔

(اخبار البدر ۔ ۹ فروری ۱۹۰۶ء)

حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ کا ذکر خیر:۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے آپ کے دستِ مبارک میں ایک عصا تھا۔ ایک درخت سے پھل اتارنے کے لئے وہ عصا جب مارا تو وہیں اٹک کے رہ گیا۔ اس پر حضرت حافظ نبی بخش صاحب بڑی پھرتی کے ساتھ اس درخت پر چڑھے اور وہ عصا اتار لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا بار بار بہت ہی پیار سے ذکر فرمایا اور کہا حافظ صاحب آپ نے تو کمال کر دیا بڑی پھرتی سے آپ درخت پر چڑھ گئے یہ آپ نے کیسے سیکھا؟ حضرت حافظ صاحب کو اس کی اتنی خوشی ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فعل پر آپ کی باچھیں کھل گئیں۔ آپ عصا مبارک جب اتار کر لائے تو آپ فرمایا کرتے تھے۔ میاں نبی بخش یہ تو آپ نے کمال کیا کہ درخت پر چڑھ کر سوٹا اتار لیا۔ کیسے درخت پر چڑھے اور کس طرح سے درخت پر چڑھنا سیکھا یہ سوٹا تو ہمارے والد صاحب کا تھا جسے گویا آج آپ نے نیا دیا ہے۔ حضور بعد میں بھی بار بار فرماتے تھے کہ میاں نبی بخش نے درخت پر چڑھ کر سوٹا اُتارنے میں کمال کر دیا۔(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ ۳۹) اب چھوٹی چھوٹی خدمات کا حضورؑ کیسی محبت سے ذکر کرتے ہیں۔

ہماری بڑی خالہ جان زینب بیگم حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحبؓ کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ:۔ میں تین ماہ کے قریب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر رہی۔ پنکھا جھلا کرتی تھی اور بعض دفعہ ساری ساری رات میں پنکھا جھلتی رہی اور مجھے نیند نے نہ ستایا نہ اونگھی بلکہ پورے کمال کے ساتھ میں نے حضور کی خدمت کی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کے وقت اُٹھ کر فجر کی اذان کے وقت مجھے فرمایا کہ تھکان معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے عرض کیا نہیں میں تو بہت خوش ہوں۔ اسی طرح جب مبارک احمد بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لئے اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔(سیرت المہدی جلد سوم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

بطور شکر احسان باری تعالیٰ کے اس بات کا ذکر کرنا واجبات سے ہے کہ میرے اہم کام تحریر تالیفات میں خدا تعالیٰ کے فضل نے مجھے ایک عمدہ اور قابل قدر مخلص دیا ہے یعنی عزیزی میاں منظور محمد کاپی نویس جو نہایت خوشخط ہے جو نہ دنیا کے لئے بلکہ محض دین کی محبت سے کام کرتا ہے...... اسی جگہ قادیان میں اقامت اختیار کی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے کہ میری مرضی کے موافق ایسا مخلص سرگرم مجھے میسّر آیا ہے کہ میں ہر ایک وقت دن کو یا رات کو کاپی نویسی کی خدمت اس سے لیتا ہوں۔ اور وہ پوری جانفشانی سے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لئے اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس روحانی جنگ کے وقت میں میری طرف سے دشمنوں کو شکست دینے والے رسالوں کے ذریعہ سے تاڑ تاڑ مخالفوں پر فیر ہو رہے ہیں اور درحقیقت ایسے موید اسباب میسّر کر دینا یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے جس طرف سے دیکھا جائے تمام نیک اسباب میرے لئے میسّر کئے گئے ہیں۔ اور تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے کہ گویا میں نہیں فرشتے لکھتے جاتے ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۱۶۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

اخویم شیخ محمد حسین مراد آبادی ہیں جو اس وقت مراد آباد سے قادیان میں آکر اس مضمون کی کاپی محض للہ لکھ رہے ہیں شیخ صاحب ممدوح کا صاف سینہ مجھے ایسا نظر آتا ہے جیسا آئینہ۔ وہ مجھ سے محض للہ غایت درجہ کا خلوص و محبت رکھتے ہیں اُن کا دل حُبِ للہ سے پُر ہے اور نہایت عجیب مادہ کے آدمی ہیں میں انہیں مراد آباد کے لئے ایک شمع منور سمجھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ محبت اور اخلاص کی روشنی جو اُن میں ہے وہ کسی دن دوسروں میں بھی سرایت کرے گی۔ شیخ صاحب اگرچہ قلیل البضاعت ہیں مگر دل کے سخی اور منشرح الصدر ہیں۔ ہر طرح سے اس عاجز کی خدمت میں مشغول رہتے ہیں اور محبت سے بھرا ہوا اعتقاد اُن کے رگ و ریشہ میں رچا ہوا ہے۔(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۸)

اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کے لئے دعا ایک بڑا موثر ذریعہ ہے۔ اس ضمن میں اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو دعائیں ہمیں سکھائی ہیں ان میں سے بعض آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کئی دوست مجھ سے سوال کرتے رہتے ہیں کہ ہمیں طریقہ سکھائیں قربِ الٰہی کا، کون سی دعا کریں۔ سیدھی سادی دعا یہی کرنی چاہئے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا قرب عطا فرما۔

اب قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰہُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ﴾ (سورۃ النمل: ۲۰) اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (سورۃ الاحقاف:۱۶) اے میرے ربّ! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تُو راضی ہو اور میرے لئے میری ذرّیت کی بھی اصلاح کردے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن غنام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت یہ کہا کہ اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ اے اللہ جو بھی نعمت مجھے ملی وہ تیری ہی طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور تمام تعریفیں اور شکر تیرے ہی لئے ہیں۔ تو گویا اس نے اپنے دن کا شکر ادا کردیا۔ اور جس نے اسی طرح شام کے وقت کہا تو اس نے اپنی رات کا شکر ادا کردیا۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الأدب)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَاَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ یعنی اے اللہ! میں تجھ سے ہر معاملہ میں ثابت قدمی اور ہدایت پر استقامت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری نعمتوں کا شکر اور تیری بہترین عبادت کی توفیق مانگتا ہوں اور تجھ سے قلبِ سلیم اور سچی زبان طلب کرتا ہوں اور ہر شر سے جسے تُو جانتا ہے تیری پناہ میں آتا ہوں اور ہر اس نیکی کی توفیق مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور تجھ سے (ہر اُس گناہ کی) بخشش کا طلبگار ہوں جسے تُو جانتا ہے۔ (سنن النسائی، کتاب السہو)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اُن کو ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا: اے معاذؓ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں، اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے معاذؓ! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ نماز کے بعد یہ دعا چھوٹنے نہ پائے کہ اے میرے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں، تیرا شکر کرسکوں اور عمدگی کے ساتھ تیری عبادت کرسکوں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بتایا کہ بعض دعائیں ایسی ہیں جو میں نے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنی ہیں جب تک میں زندہ رہوں گا ان کو ترک نہ کروں گا۔ میں نے آپؐ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: میرے اللہ! مجھے اپنا سب سے بڑا شکر گزار بنادے اور ایسا بنادے کہ میں سب سے زیادہ تیرا ذکر کرنے والا اور سب سے زیادہ تیری نصیحت پر عمل کرنے والا بنوں اور سب سے زیادہ تیری وصیت کو یاد رکھنے والا بن جاؤں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۱۱ مطبوعہ بیروت)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور بعض کلمات ہمیں سکھاتے تھے وہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جیسے کہ تشہد سکھایا کرتے تھے۔ وہ کلمات کیا ہیں؟ اے اللہ! ہمارے دلوں میں باہم الفت ڈال اور ہمارے تعلقات کی اصلاح فرما اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا اور ہمیں اندھیروں سے بچا کر نور تک پہنچا اور ہمیں فواحش سے بچا، وہ ظاہری ہوں یا باطنی۔ اور ہمارے لئے ہماری سماعتوں اور ہماری بصارتوں اور ہمارے دلوں اور ہمارے ازواج اور ہماری اولادوں میں برکت ڈال اور ہماری توبہ قبول فرماتے ہوئے ہم پر نظر کرم فرما۔ یقیناً تُو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمت کا شکر کرنے والا بنا۔ اس پر تیرے ثناء خواں ہوں اور اس کے قابل اور اہل ہوں۔ اور اسے ہم پر تمام کردے۔

(سنن ابو داؤد. کتاب الصلوۃ)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے غزوہ خندق کے موقع پر حضرت حذیفہؓ کو دشمن کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا تو اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اس پر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سن لی ہے۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت غیر ہوگئی سجدے میں گر پڑے اور بے اختیار رو رو کر دعا کی کہ اے اللہ تیرا شکر کیسے ادا کروں کہ تو نے میرے پیارے بندوں کی بھی حمایت کا اعلان فرمایا۔ آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے ہاتھ پھیلا دیئے آنکھیں بند فرمالیں اور عرض کی اے اللہ میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں، اے اللہ! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے مجھ پر رحم فرمایا، اسی طرح میرے ساتھیوں پر بھی رحم فرمائے گا۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب نیند سے اٹھتے تو دعا مانگتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ" بلکہ کروٹ بدلنے میں بھی شکریہ ادا کرتے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ پڑھتے۔

(حقائق الفرقان جلد ۳ صفحہ ۲۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک دعا ہے:-

اے ربّ العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کرسکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں (بے غایت کا مطلب ہے بے حد) میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خاص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو، رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

(مندرجہ الحکم ۲۱/فروری ۱۸۹۸ء جلد ۲ نمبر ۱ ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۰۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا شکر اپنے منظوم کلام میں یوں بیان کرتے ہیں:-

کیونکر ہو شکر تیرا ؛ تیرا ہے جو ہے میرا
تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا

پھر فرماتے ہیں:-

کروں کیونکر ادا میں شکر باری
فدا ہو اُس کی رہ میں عمر ساری
میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات
ترے فضلوں سے پُر ہیں میرے دن رات
ہے شکر ربّ عز و جل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

پھر ایک لمبی نظم میں سے یہ چند شعر ہیں:-

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

پھر فرماتے ہیں:-

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہوگیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہوگیا
شکر للہ! مل گیا ہم کو وہ لعلِ بے بدل
کیا ہوا گر قوم کا دل سنگ خارا ہوگیا

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنے کی بار بار نصیحت کی گئی ہے اور بکثرت شکر گزاری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:-

﴿فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ (البقرہ:۱۵۳) یعنی اے میرے بندو! تم مجھے یاد کرو اور میری یاد میں مصروف رہا کرو میں بھی تم کو نہ بھولوں گا۔ تمہارا خیال رکھوں گا اور میرا شکر کیا کرو اور میرے انعامات کی قدر کیا کرو۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۸۹ جدید ایڈیشن)

اسی مضمون پر مشتمل بعض اور آیات پیش کرتا ہوں جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (سورہ البقرہ: ۱۷۳) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

کھاتے وقت صرف حلال کی بحث نہیں ہے خدا تعالیٰ نے تو مومن کو سکھایا ہے کہ حلال تو بہت سی چیزیں ہوں گی مگر جو ان میں سے طیّب ہوں بہت اعلیٰ درجہ کی ان کو کھایا کرو۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَمْلِکُوْنَ لَکُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰہِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْہُ وَاشْکُرُوْا لَہٗ۔ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (سورۃ العنکبوت:۱۸)

یقیناً وہ لوگ جن کی تم اللہ کی بجائے عبادت کرتے ہو تمہارے لئے کسی رزق کی ملکیت نہیں رکھتے۔ پس اللہ کے حضور ہی رزق چاہو اور اُس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

پھر سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ۔ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَ فِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْکَ۔ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ﴾ (سورۃ لقمان:۱۵)

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے حق میں تاکیدی نصیحت کی۔ اُس کی ماں نے اُسے کمزوری پر کمزوری میں اٹھائے رکھا۔ اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں (مکمل) ہوا۔ (اُسے ہم نے یہ تاکیدی نصیحت کی) کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

حضرت امام رازیؒ نے اس میں یہ بہت اعلیٰ درجہ کا نکتہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پیدائش میں اصل وجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے لیکن تصویری شکل میں یہ والدین سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے شکر کو دونوں کے درمیان مقرر فرما دیا کہ میرا بھی شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی۔ لیکن یہ فرق ہے کہ تم والدین کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤ گے، لوٹ کر میری ہی طرف آؤ گے اس لئے میرا شکر زیادہ واجب ہے۔ (التفسیر الکبیر لامام رازی)

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

﴿......اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا۔ وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ﴾ (سورۃ سبا: ۱۴)

اے آلِ داؤد! (اللہ کا) شکر بجا لاتے ہوئے (شکر کے شایانِ شان) کام کرو۔ اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں سے جو (درحقیقت) شکر ادا کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت سے متعلق فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ﴾ (سبا:۱۴) کہ شاکر اور سمجھدار بندے ہمیشہ کم ہوتے ہیں'' یہ زائد بات آپ نے بیان فرمائی ہے اس میں کہ شاکر اور سمجھ دار بندے ہمیشہ ہی کم ہوتے ہیں'' جو کہ حقیقی طور پر قرآن مجید پر چلنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی محبت اور تقویٰ عطا کیا ہے وہ خواہ قلیل ہوں مگر اصل میں وہی سوادِ اعظم ہے۔''

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵۴۸ جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

اصل شکر تقویٰ و طہارت میں مضمر ہے۔

''تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان کا پوچھنے پر الحمد للہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو۔ کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک ہندو سررشتہ دار نے جس کا نام جگن ناتھ تھا اور جو ایک متعصب ہندو تھا بتلایا کہ امرتسر یا کسی جگہ میں وہ سررشتہ دار تھا جہاں ایک ہندو اہلکار در پردہ نماز پڑھا کرتا تھا، مگر بظاہر ہندو تھا۔ میں اور دیگر سارے ہندو اُسے بہت بُرا جانتے تھے اور ہم سب اہلکاروں نے مل کر ارادہ کر لیا کہ اس کو ضرور موقوف کرائیں۔ سب سے زیادہ شرارت میرے دل میں تھی۔ میں نے کئی بار شکایت کی کہ اس نے یہ غلطی کی ہے اور یہ خلاف ورزی کی ہے، مگر اس پر کوئی التفات نہ ہوتی تھی لیکن ہم نے ارادہ کر لیا ہوا تھا کہ اسے ضرور موقوف کرا دیں گے اور اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہونے کے لئے بہت سی نکتہ چینیاں بھی جمع کر لی تھیں اور میں وقتاً فوقتاً اُن نکتہ چینیوں کو صاحب بہادر کے رُو برو پیش کر دیا کرتا تھا۔ صاحب اگر بہت ہی غصہ ہو کر اس کو بلا بھی لیتا تھا تو جونہی وہ سامنے آ جاتا تو گویا آگ پر پانی پڑ جاتا۔ معمولی طور پر نہایت نرمی سے فہمائش کر دیتا۔ گویا اس سے کوئی قصور سرزد ہی نہیں ہوا''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۹ جدید ایڈیشن)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تقویٰ کا اصل بیان فرما رہے ہیں کہ اس کا بھی ایک رعب ہوتا ہے وہ بظاہر ہندو دل سے سچا مسلمان تھا، بہت ہی پارسا تھا اور اس کی باتوں میں اتنا گہرا اثر تھا کہ جب صاحب بہادر اس کی بات سنا کرتا تھا تو خواہ کتنا ہی اس کو غصہ دلایا جائے اس کے سامنے وہ نرم پڑ جاتا تھا۔

اب آخر پر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

۱۸۸۳ء، ۱۸۹۶ء، ۱۹۰۰ء اور ۱۹۰۶ء کے سالوں میں چار دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَدَّ عَلَیْھِمْ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ۔ شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہٗ۔

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور خدا تعالیٰ کی راہ کے مزاحم ہوئے اُن کا ایک مرد فارسی الاصل نے ردّ لکھ دیا ہے۔ اس کی سعی کا خدا شاکر ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۷۲ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

ایک الہام ۱۸۹۳ء کا ہے:۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ۔ فَکُنْ مِّنَ الشَّاکِرِیْنَ۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ عَلِیْمًا بِالشَّاکِرِیْنَ۔ فَقَبِلَ اللّٰہُ عَبْدَہٗ وَ بَرَّاَہٗ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا۔

ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دے دی تا تیری طرف منسوب کردہ غلطیوں کو چاہے پہلی ہوں یا پچھلی، مٹا دے۔ پس تو شاکرین میں سے ہوگا۔ کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جاننے والا نہیں؟ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو قبول فرما لیا اور لوگوں کی جھوٹی تہمتوں سے بری ثابت کیا اور وہ اپنے رب کے نزدیک وجیہہ ہے۔

(تذکرہ مطبوعہ ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۲۶)

جو اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا الہام ہے اس کا بھی ایک پس منظر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک الہام نے یہ بتایا گیا کہ ان کے والد کی رات کو وفات ہونے والی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنی جائیداد وغیرہ کا کچھ پتہ نہیں تھا کیونکہ روٹی بھی والد بھجوا دیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر اس سے بہت قلق ہوا اور بے اختیار خدا سے دعا کی کہ اے خدا میرا کیا بنے گا۔ میرے والد گزر گئے تو میرا کیا بنے گا۔ اس وقت بڑے زور سے یہ الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔ کہتے ہیں میرا سارا غم جاتا رہا اور اس کے بعد ساری عمر کبھی بھی کوئی ایسی ضرورت پیش نہ آئی جس پر اللہ تعالیٰ نے میری کفالت نہ فرمائی ہو۔ آپ نے اسی وقت کسی کو امرتسر بھجوایا کہ انگوٹھی بنوا کے بھجواؤ۔

آج میرا ارادہ تھا کہ انگوٹھی پہن کر آپ کو دکھاتا۔ آجکل وہ انگوٹھی میرے پاس ہے۔ ورثہ میں وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ملی تھی لیکن آپ نے یہ بڑا احسان کیا جماعت پر کہ آپ نے کہا کہ یہ اصل میں میرا ورثہ نہیں۔ یہ ساری جماعت کا ورثہ ہے۔ پس میرے بعد جو بھی خلیفہ ہوا کرے گا وہ یہ انگوٹھی پہنا کرے۔ تو میں احتیاطاً وہ انگوٹھی اتار آیا تھا۔ میں اس وقت وہ آپ کو نہیں دکھا سکتا۔

آخر پر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہزار دفعہ سمجھایا ہے کہ 'دعا فرمائیں' کا محاورہ استعمال نہ کیا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنا عشق تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کہ اس کی مثال نظر نہیں آتی مگر کسی ایک جگہ بھی آپ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ آپ نے 'دعا فرمائی'۔ بلکہ اس قسم کے فقرے لکھا کرتے تھے کہ یہ اُس عاجز کی گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا۔ پس جب آپ لوگ مجھے لکھتے ہیں دعا کے لئے تو غلطی سے 'دعا فرمائیں' کا محاورہ لکھ دیتے ہیں جس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ میں کون ہوں جو خدا کے حضور کوئی 'فرما' سکوں۔ میرا تو محض عرض کرنا کام ہے۔ پس آپ بھی یہی دعا کیا کریں، یہی مجھے لکھا کریں کہ آپ خدا کے حضور یہ دعا 'عرض' کریں۔

****

شری کرشن جی مہاراج

آریہ ورت کی ایک بے نظیر اور فتحمند برگزیدہ شخصیت

دور حاضر میں آپکی حقانیت پر آسمانی شہادت

محترم مولانا
دوست محمد صاحب شاہد
مورخ احمدیت
ربوہ

فرانسیسی محقق اور ہندو علم تاریخ

نامور اور شہرہ آفاق فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان نے "تمدن ہند" کے ابتدا میں لکھا ہے کہ ہندوستان بجائے خود ایک دنیا ہے پھر باب چہارم میں ایک طرف یہ تسلیم کیا ہے کہ ہندو ایک نہایت نرم اور صابر اور پوری طرح سے قسمت پر قانع قوم ہے اور اس کے متوسط طبقات یورپ کے متوسط طبقات سے بہت بہتر ہیں مگر دوسری طرف اس پہلو کی بھی نقاب کشائی کی ہے کہ ہندوؤں میں مادہ تحقیق اور استدلال کی سخت کمی ہے البتہ انکی قوت متخیلہ بہت قوی ہے اور مبالغہ کی بہت عادت ہے۔ تحقیق کی کمی ہندوؤں کی بہت بڑی خصوصیت ہے۔ ڈاکٹر گستاؤلی بان نے اس باب کے اختتام پر اس نظریہ کا واقعاتی ثبوت بایں الفاظ دیا ہے کہ:۔

"یہی تحقیق کی کمی ہے جس کی وجہ سے اُن ہزار ہا جلدوں میں جو ہندوؤں نے اپنی تین ہزار سال کے تمدن میں تصنیف کی ہیں۔ ایک تاریخی واقعہ بھی صحت کے ساتھ درج نہیں۔ اس زمانہ کے کسی واقعہ کو معین کرنے کیلئے ہمیں بالکل بیرونی چیزوں سے کام لینا پڑتا ہے"

("تمدن ہند" صفحہ ۲۰۱ مترجم سید علی بلگرامی ممبر آف دی رائل ایشیاٹک سائیٹی آف گریٹ برٹن ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و بمبئی۔ گولڈ میڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی ، ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی مطبوعہ حیدر آباد دکن)

اس حقیقت کے باوجود ہر ایک غیر جانبدار مبصر و محقق کو یہ ماننا پڑے گا کہ اس نظریہ سے مشہور عالم کتاب "بھگوت گیتا" یقیناً مستثنیٰ قرار پاتی ہے۔

قدیم سنسکرت لٹریچر میں بھگوت گیتا کا مثالی مقام

قدیم ہندو لٹریچر میں بھگوت گیتا ایک شہرہ آفاق کتاب ہے جو حضرت سری کرشن جیسی مقدس ہستی کی ان مبارک اور نہایت اہم نصائح کا دلآویز اور روح پرور مجموعہ ہے جو آپ نے اٹھارہ روزہ جنگ مہابھارت کے موقع پر ارجن کو دیں۔ دنیا بھر کے ہر مذہب وملت کے لوگ بخوبی واقف ہیں خصوصاً سناتن دھرمی بزرگ بلکہ سب ویدک اسے بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اردو زبان میں بھی ابتک اس کے متعدد تراجم ہو چکے ہیں

مثلاً ۱۔ شریمد بھگوت گیتا (از مہاتما موہن داس کرم چند گاندھی۔ ناشر لاجپت رائے اینڈ سنز لاہور۔ طبع دوم مطبوعہ ۲۴ جون ۱۹۲۹ء)

۲۔ سندر گیتا۔ (از لالہ سندر داس ناشر لالہ دیوان چند تاجر کتب لوہاری دروازہ لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۲۳ء)

۳۔ شریمد بھگوت گیتا (مہاشیہ شانتی نارائن ۔ ناشر نرائن دت سہگل اینڈ سنز لوہاری دروازہ لاہور)

۴۔ شریمد بھگوت گیتا (ناشر ہری شیواست سنگ روہڑی پاکستان۔1966ء)

۵۔ بھگوت گیتا (کرشن کرپا مورتی مترجم پروفیسر پشپہ پال بھابیہ وجناب رئیس امروہی مطبوعہ عاشق پرنٹرز لاہور طبع اول جولائی 1990ء)

۶۔ بھگوت گیتا (تشریح اور وضاحت جناب رائے روشن لعل ایم اے ناشر فکشن ہاؤس ۱۸ مزنگ روڈ لاہور۔ اشاعت ۱۹۹۶ء)

اخبار "کیسری" لاہور نے ۲۸ مئی ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں ڈاکٹر سید محمود سکرٹری سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی (بعد ازاں سیکرٹری آل انڈیا نیشنل کانگرس) کی ۱۷ مئی ۱۹۲۳ء کی تقریر تجوڑ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ واقعہ شائع کیا کہ جب میں جرمنی کی ایک یونیورسٹی میں تعلیم پاتا تھا تو ایک دن یورپین پروفیسر صاحب سے ملاقات کیلئے گیا جو سنسکرت کے بھی عالم و فاضل تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے بھگوت گیتا پڑھی ہے؟ تو میں نے نفی میں جواب دیا۔ پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ "بھگوت گیتا وہ چیز ہے جسے ہر انسان کو ہزار بار پڑھنا چاہئے"

جناب لالہ دیوان چند لاہور نے "سندر گیتا" کے دیباچہ میں اس یادگار واقعہ کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا۔

"دنیا کے ہر ایک عالم کی یہی رائے ہے کہ شریمد بھگوت گیتا سنسکرت لٹریچر کا ایک بیش قیمت رتن ہے"

یوگیراج حضرت کرشن کا عقیدہ ویدوں اور اس کے عقیدت مندوں کی نسبت

"سندر گیتا" کے صفحہ ۱۲۔ ۱۳ پر دوسرے ادھیائے کے شلوک ۴۲ تا ۴۶ کا ترجمہ حسب ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے

"حرص و ہوا کے شکار اور بہشت کے امیدوار جنم کو کرم کا نتیجہ بتاتے اور حصول لذت و دولت کیلئے انواع واقسام کی رسومات ادا کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اے ارجن ویدوں کے لفظوں پر بھولے ہوئے بے وقوف ایسی بے نتیجہ باتیں سنا کر کہتے ہیں کہ انکے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ مگر لذت اور دولت کے بتلاؤں اور ان بے ثمر باتوں کے شیداؤں کی عقل میں یکسوئی نہیں آسکتی۔ وید تینوں گنوں کی باتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ارجن! تم ان تینوں سے الگ رہ کر ستوگنی بنے رہو، رنج وراحت کا خیال چھوڑ دو وہ کیسے ملے گی یہ اس فکر سے بھی علیحدہ رہ کر آتمک بل حاصل کرو چاروں طرف پانی ہو جانے پر کنوئیں کی جو ضرورت رہ جاتی ہے۔ گیانی برہمن کیلئے وہی حال ویدوں کا ہے"

باسٹھ برس پیشتر کی بات ہے کہ بیسویں صدی کے ایک وِدوان (جنہوں نے کلکتہ یونیورسٹی سے کادیہ تیرتھ، بنارس یونیورسٹی سے ودیا پیٹھ اور پھر پنڈت رودراشاستری وید شرومنی سے "وید بھوشن" کی اسناد امتیازی طور پر حاصل کیں) ان شلوکوں کا یہ خلاصہ شائع کیا کہ ویدوں کو بڑی نعمت سمجھنے والے عیش و عشرت کے دلدادہ اور خوگر ہیں اور اُن کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ وید کے علاوہ اور کوئی نعمت نہیں ثابت ہوا وید روحانیت کے اعلیٰ مقامات کے حصول سے بالکل خالی ہیں نیز "جس طرح پانی سے بھرے ہوئے بڑی تالاب کے مل جانے پر پانی کے چھوٹے تالاب کی ضرورت نہیں رہتی ویسے ہی ایک باعلم برہمن کو ویدوں کی ضرورت نہیں اس شلوک سے صاف ثابت ہے کہ حضرت کرشن علیہ السلام کے نزدیک وید باعلم برہمنوں کی رہنمائی نہیں کر سکتے۔ (الفضل ۲۰ جون ۱۹۳۹ء صفحہ ۸)

بھارت کا خوفناک المیہ

جہاں یوگیراج بھگوان سری کرشن جی کے زمانہ میں وید نا قابل عمل ہو کے رہ گئے وہاں آپ کے بعد ملک اس خوفناک المیہ سے بھی دوچار ہو گیا کہ خود حضرت کرشن کا اُپدیش جو بھگوت گیتا میں موجود تھا بہت جلد یکسر فراموش کر دیا گیا اور مرور زمانہ سے اس عظیم رشی اور اوتار کا حقیقی چہرہ فن تصویر اور فن سنگتراشی کے ہاتھوں نہایت بے دردی سے دبیز پردوں میں چھپ گیا اور آپ کے اصل اور مقدس خدو خال سر تا پا مسخ کر دیئے گئے۔

حضرت سری کرشن کا امید افزا پیغام

قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ ایشور کی طرف سے آپ کو مستقبل میں رونما ہونے والی اس المیہ اور ملک گیر بے دینی اور تاریکی کا علم ضرور دے دیا گیا تھا اسی لئے آپ نے "بھگوت گیتا" میں ہی یہ امید افزا آسمانی پیغام دے دیا کہ

"ہے ارجن جب کبھی دُنیا میں دھرم کا لوپ (غائب) ہو جاتا ہے اور اسکی جگہ ادھرم (پاپ) پھیل جاتا ہے تب دُنیا میں دھرم قائم کرنے اور ادھرم کا ناش کرنے کیلئے جنم دھارن کرتا ہوں۔ نیک لوگوں کی حفاظت دشٹوں کے ناش کیلئے اور دھرم کو قائم کرنے کیلئے میں یگ یگ میں جنم دھارن کرتا ہوں"

(بھگوت گیتا ادھیائے چہارم شلوک ۷۔ ۸)

شہنشاہ ہند اکبر کے درباری شاعر فیضی نے ان اشلوکوں کا فارسی زبان میں ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

چو بنیاد دیں ست گرود بسے
نمایم خود را بہ شکل کسے

ترجمہ:۔ جب دھرم کی بنیاد کمزور پڑ جاتی ہے اور ادھرم بڑھ جاتا ہے تو میں دنیا میں انسان کے بھیس میں اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہوں۔

کہ حفظ ریاضت گزیناں کنم
مراعات عزلت نشیناں کنم

ترجمہ: تاکہ اپنے بھگتوں اور عابدوں کی حفاظت کروں اور گوشہ نشین ریاضت کشوں پر عنایات کی بارش کروں۔

جناب خواجہ دل محمد نے یہ مضمون اپنے شعروں میں یوں بیان کیا ہے:۔

تنزل پہ جس وقت آتا ہے دھرم
ادھرم آکے کرتا ہے بازار گرم
یہ اندھیر جب دیکھ پاتا ہوں میں
تو انسان کی صورت میں آتا ہوں میں
بھلوں کو بروں سے بچاتا ہوں میں
بروں کو جہاں سے مٹاتا ہوں میں

(بحوالہ بھگوت گیتا مترجم جناب روشن لعل صاحب ایم اے صفحہ ۳۵)

دور حاضر میں کرشن کی حقانیت پر ربانی شہادت

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا مبارک وجود دور حاضر میں اس آسمانی پیغام کی حقانیت پر مجسم ربانی شہادت ہے کیونکہ کلجگ کے اس ظلمتکدہ میں دنیا کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک صرف اور صرف آپ ہی واحد مذہبی رہنما ہیں جنہیں خود ایشور نے اپنے الہام وکلام اور رویائے صحیحہ کے ذریعہ سری کرشن کے حقیقی مرتبہ اور بلند

شان کا بھی انکشاف فرمایا اور عالم رؤیا میں آپ کے خدا نما اور پاک اور پرانوار چہرے کو ایسے واضح رنگ میں دکھلا دیا جس کی گذشتہ صدیوں میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ صرف یہی نہیں آپ ہی وہ منفرد ہستی ہیں جنہوں نے آپ کے اپدیش "بھگوت گیتا" کی روحانی تعلیم کو "کشتی نوح" اور دوسری کتابوں میں اصل شکل میں کُل عالم کے سامنے پیش کی اور اس پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے والی ایک عالمی جماعت کی بنیاد رکھی جو تعداد میں پندرہ کروڑ سے بھی بڑھ چکی ہے اور روز افزوں ترقی پر ہے جس کے نتیجہ میں سری کرشن کی بانسری کی آواز پوری شان سے دنیا بھر میں گونج رہی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے سری کرشن کے متعلق منادی فرمائی کہ:۔

"اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے رُوح القدس اُترتا تھا وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا۔ وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اُس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔ سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۴ طبع اوّل روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۳)

کرشن جی مہاراج کا دھرم اور آپ کی گوپیاں

۵ مارچ ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے کہ "مولوی ابورحمت صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کرشن جی مہاراج کا مذہب جیسا کہ خود ان کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے ان کے زمانہ کے عام اہل ہنود سے الگ تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا:۔

یہ واقعی اور صحیح بات ہے کہ بعد کے لوگ بزرگوں کی تعلیم کو بوجہ امتدادِ زمانہ بھول جاتے ہیں اور اُن کی سچی تعلیموں میں بہت کچھ بے جا تصرف کر لیا کرتے ہیں اور مرورِ زمانہ سے ان کی اصلی تعلیم پر سینکڑوں پردے پڑ جاتے ہیں اور حقیقت حال دُنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہو جاتی ہے اصل بات یہی سچ ہے کہ اُن کا مذہب موجودہ مذہب اہل ہنود سے بالکل مختلف اور توحید کی سچی تعلیم پر مبنی تھا"

ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا کہ وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے اُٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی۔

ایک اور واقعہ آپ نے یوں بیان فرمایا کہ خواجہ باقی باللہ صاحب کے سامنے کسی شخص نے اپنی خواب یوں بیان کی کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک آگ ہے اور راجہ رامچندر جی اس کے کنارے پر ہیں اور کرشن جی عین اس کے وسط میں پڑے ہیں۔

مرزا جان جاناں نے یوں تعبیر کی کہ وہ آگ آتش محبت الٰہی ہے دوزخ کی آگ نہیں۔ رامچندر جی سالک ہیں اور ابھی کمال عشق حاصل نہیں ہوا۔ اس واسطے اس کو کنارے پر دیکھا۔ مگر کرشن جی مجذوب ہیں اور محبت الٰہی کی آگ جس سے غیر اللہ جل جاتا ہے اس میں ان کو کمال حاصل ہو گیا ہے۔ اس واسطے ان کو عین بیچوں بیچ میں دیکھا ہے......

مجدّد الف ثانی سرہندی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں بعض قبریں ایسی ہیں جن کو میں پہچانتا ہوں کہ نبیوں کی قبریں ہیں۔

غرض ان سب واقعات اور شہادتوں اور نیز قرآن شریف سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ہندوستان میں بھی نبی گذرے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ ان مـــن امة الاخلافيها نذير۔ فاطر: ۲۵) اور حضرت کرشن بھی انہی انبیاء میں سے ایک تھے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر خلق اللہ کی ہدایت اور توحید قائم کرنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قوم میں نبی آئے ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ ان کے نام ہمیں معلوم نہ ہوں۔ منهــم مــن قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك (المؤمن: ۷۹) لمبے زمانے گذر جانے کی وجہ سے لوگ ان کی تعلیمات کو بھول کر کچھ اور کا اور ہی انکی طرف منسوب کرنے لگ جاتے ہیں ...... مولوی ابورحمت صاحب نے عرض کی کہ حضور کرشن کے معنے ان کی لغت کے بموجب ہیں وہ روشنی جو آہستہ آہستہ دُنیا کو روشن کرتی ہے تاریکی، جہالت کے مٹانے والے کا نام کرشن ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

ان کے متعلق جو گوپیوں کی کثرت مشہور ہے اصل میں ہمارے خیال میں بات یہ ہے کہ اُمت کی مثال عورت سے بھی دی جاتی ہے چنانچہ قرآن شریف سے بھی اس کی نظیر ملتی ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے ضرب اللــه مثلاً للـذين امنوا امـرات فـرعـون۔ الخ (التحريم: ۱۲۱) یہ ایک نہایت ہی باریک رنگ کا لطیف استعارہ ہوتا ہے اُمت میں جو ہر صلاحیت ہوتا ہے اور نبی اور اُمت کے تعلق سے بڑے بڑے حقائق معارف اور فیضان کے چشمے پیدا ہوتے ہیں اور نبی اور اُمت کے سچے تعلق سے وہ نتائج پیدا ہوتے ہیں جن سے خدائی فیضان اور رحم جذب ہوتا ہے۔ پس کرشن اور گوپیوں کے ظاہری قصہ کی تہہ میں ہمارے خیال میں یہی راز حقیقت پنہاں ہے"

(ملفوظات جلد پنجم طبع جدید صفحہ ۴۵۸ تا ۴۶۱ ناشر نظارت اشاعت ربوہ پاکستان)

سری کرشن جی کے فلسفہ زندگی پر ایک تاریخی لیکچر

حضرت بانی جماعت احمدیہ کے رفیق خاص اور مشہور صوفی و عالم ربانی و اہل کشف و الہام حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی تحریر فرماتے ہیں:۔

"۱۹۴۱ء میں خاکسار مع عزیز مکرم مولوی محمد الدین صاحب مبلغ البانیہ سرینگر گیا۔ ان دنوں کشمیری پنڈتوں نے سری نگر میں سری کرشن جی کے متعلق ایک جلسہ کا انعقاد کیا جس میں علاوہ ہندوؤں کے دوسرے مذاہب کے علماء کو بھی تقریر کرنے کی دعوت دی۔ احمدیہ جماعت کی طرف سے خاکسار تقریر کے لئے مقرر ہوا لیکن غیر احمدی علماء کی طرف سے کوئی تقریر نہ ہوئی۔ جلسہ کے منتظمین نے پروگرام اس طرح وضع کیا کہ غیر مذاہب کے مقررین کی تقاریر پہلے رکھی گئیں۔ تاکہ ان تقاریر میں اگر کوئی حصہ قابل اعتراض یا لائق جواب ہو تو بعد میں سناتی ہندوؤں کی طرف سے اس کا جواب دیا جا سکے۔

میری تقریر سب سے پہلے رکھی گئی۔ جب میں اپنی نشستگاہ سے اٹھ کر سٹیج کی طرف گیا۔ تو میری سادگی لباس کو دیکھ کر منتظمین جلسہ نے بہت فکر محسوس کیا کیونکہ مسلمانوں میں سے صرف میری ہی تقریر تھی۔ اور میری وضع قطع سے بظاہر جلسہ کی کامیابی نظر نہ آتی تھی۔

میں نے سٹیج پر پہنچ کر اونچی آواز سے کلمہ شہادت اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنی تقریر شروع کی۔ شروع میں بعض تمہیدی باتیں بیان کیں۔ اور پھر کرشن جی مہاراج کے سوانح حیات کے ظاہری واقعات کے متعلق جو اعتراض کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے جواب دیئے۔

مثلاً یہ بتایا کہ کرشن جی ایشور کے مقدس اوتار اور مقدس ہستی تھے۔ ان کی طرف بعض باتیں منسوب کر کے جو اعتراض ان کی ذات اور اخلاق پر کئے جاتے ہیں۔ وہ حقیقتاً قابل اعتراض نہیں مجوب نگاہیں ان کو قابل اعتراض سمجھتی ہیں۔ دراصل ایسے واقعات اپنے اندر معرفت اور حکمت رکھتے ہیں۔ کرشن جی مہاراج کا گائیوں کو چرانا اور بنسری بجانے کا یہ مطلب ہے کہ گائیوں سے مراد مفید۔ کار آمد اور غریب طبع لوگ ہیں۔ اور کرشن جی ایسے لوگوں کی رکھشا کیا کرتے تھے۔ اور ان کی پرورش کی وجہ سے گوپال کہلاتے ہیں۔

کرشن جی کی بنسری سے مراد ان کی الہامی کتاب گیتا ہے۔ اور بنسری بجانے سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام معرفت لوگوں کو سنانا ہے۔ گیتا کا لفظ گیت سے ہی ہے یعنی ایسا کلام جو سریلی آواز سے گایا جاتا ہے۔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کی الہامی کتاب کا نام زبور رکھا گیا ہے اور زبور اور گیتا کا ایک ہی مفہوم ہے اور قرآن کریم میں آیت ما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحی میں اسی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ جس طرح بنسری میں سے وہی سر نکلتی ہے جو بنسری بجانے والا نکالتا ہے۔ اسی طرح خدا کے نبی وہی کلام کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ ان کی زبان پر جاری کرتا ہے۔ اور اپنی وحی سے ان کو تعلیم کرتا ہے۔ اسی مضمون کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں اس طرح ادا کیا ہے کہ

بشنواز نے چوں حکایت مے کند
واز جدائیہا شکایت مے کند

یعنی خدا کے اوتار اس کی بنسری ہوتے ہیں۔ جن میں خدا تعالیٰ اپنی آواز پھونکتا ہے تا جو لوگ خدا کے وصال کے طالب ہیں اس کی آواز کو سن کر اس کی طرف چلے آئیں۔ اور ہجر اور جدائی کی تکلیف سے بچ جائیں۔

کرشن جی مہاراج کی گوپیوں کے متعلق میں نے یہ بیان کیا کہ یہ اعتراض بھی سطحی خیال کے لوگ کرتے ہیں۔ کہ کرشن جی مہاراج نے بڑی تعداد میں گوپیاں رکھی ہوئی تھیں۔ حالانکہ یہ استعارہ کی زبان ہے۔ ہر نبی اور پیشوا اپنے ماننے والوں پر اثر ڈالتا ہے۔ اور اس کی جماعت کے افراد اس کا اثر قبول کرتے ہیں۔ اور اس افاضہ اور استعارہ کی زبان میں مختلف الفاظ میں ادا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام کی جماعت کو دُنبیاں قرار دیا گیا ہے۔ اور حضرت مسیحؑ کو انجیل میں خدا کا بڑہ اور قوم اسرائیل کو اس کی بھیڑیں کہا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ تحریم میں استعارةً شوہر کی مثال سے اور تمام مومنوں کو عورتوں کی مثال سے ذکر کیا گیا ہے پس گوپیاں آپ کے مخلص مومنین ہی تھے۔ جو ہر دم آپ کے نور و برکت سے استفادہ کر رہے تھے۔

اور یہ واقعہ جو سری کرشن جی کے سوانح میں مذکور ہے کہ آپ گوپیوں کے نہاتے وقت ان کے کپڑے اٹھا کر درخت پر چڑھ گئے اس میں بھی ایک عارفانہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ کرشن جی نے اپنے مریدوں کو یہ سمجھایا کہ تمہارا اصل لباس جس سے گناہوں کو ڈھانپا جا سکتا ہے وہ تقویٰ اور نیکی کا لباس ہے۔ جو آسمان سے خدا تعالیٰ کے

اوتار کے ذریعہ سے نازل ہوتا ہے خود بخود تمہارے لئے ممکن نہیں۔ کہ تم اس کو حاصل اور اختیار کر سکو۔

قرآن کریم میں بھی "لباس التقویٰ" کا محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور ذالک خیرہ کے الفاظ میں اسکی خوبی کا اظہار کیا گیا ہے اور اس واقعہ میں پانی میں نہانے کا جو ذکر ہے اس میں یہ حقیقت ہے کہ جس طرح پانی بدن کی ظاہری میل کچیل کو صاف کرتا ہے۔ اس طرح روحانی پانی یعنی کلام الٰہی اور وحی آسمانی قلوب اور باطنی کدورت کو پاک وصاف کرتی ہے۔ اور یہ پانی خدا کے اوتار یعنی نبی کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ گویا اس واقعہ کے ذریعہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ گناہوں کو ڈھانکنے والا لباس تقویٰ اور گناہوں سے پاک کرنے والا آب حیات دونوں خداتعالیٰ کے اوتاروں کے ذریعہ ملتے ہیں۔

یہ الزام جو سری کرشن جی پر لگایا جاتا ہے کہ گویا آپ نے مکھن چرایا۔ یہ آپ کے مخالفین کی طرف سے جو ویدوں کے ماننے والے تھے لگایا گیا ہے۔ اور یہ بھی ایک مذہبی استعارہ ہے۔ جس کی رو سے اس علم کو جو خداتعالیٰ کی کتاب شریعت سے ملتا ہے۔ دودھ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور "طریقت" کی مثال دہی سے دیتے ہیں اسی طرح "حقیقت" "مکھن اور "معرفت" خالص گھی کہلاتی ہے۔ اور یہ سب دودھ سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ جس طرح طریقت حقیقت اور معرفت سب شریعت سے ہی ملتی ہیں۔

جب کرشن جی مہاراج نے ویدوں کی تعلیم کا خلاصہ گیتا کی شکل میں پیش کیا۔ تو وید کے پنڈتوں نے کہا کہ گیتا کا اعلیٰ عرفانی کلام جو لوگوں کو دلپسند اور دلکش معلوم ہوتا ہے اور لوگ ویدوں کو چھوڑ کر گیتا کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ یہ دراصل ویدوں کا مکھن ہے۔ جو ویدوں سے چرا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح کرشن جی پر مکھن چرانے کا الزام عاید کیا گیا لیکن اس سے مراد ظاہری مکھن کی چوری نہ تھی۔ بلکہ ویدوں کی تعلیم کو اخذ کر کے گیتا میں شامل کرنا تھا۔

کرشن جی کو رودر گوپال کے صفاتی نام بھی دیئے گئے ہیں رودر کے معنے سُوروں کو قتل کرنے والا اور گوپال کے معنے گوؤں کی پالنا اور رکھشا کرنے والا ہے۔ ان الفاظ سے بدوں اور بُرے لوگوں کا نشٹ کرنے والا۔ اور نیک اور فائدہ مند وجودوں کی حفاظت اور پرورش کرنے والا مراد ہے۔ اور گیتا میں کرشن جی نے ایک پیشگوئی بھی فرمائی ہے کہ جب دھرم کی نیستی اور ادھرم کا دور دورہ ہوتا ہے تو میں اوتار لیتا ہوں......

یہ تقریر خداتعالیٰ کی خاص تائید ونصرت سے بہت مقبول ہوئی اور حاضرین نے دوران تقریر میں بار بار چیئرز دیئے اور مسرت کا اظہار کیا۔ اور وہ لوگ جو میری سادہ وضع اور لباس کو دیکھ کر مایوسی کا اظہار کر رہے تھے احمدیہ جماعت کے ایک حقیر خادم کی کامیاب تقریر سے حیرت میں آگئے فالحمد للہ رب العالمین۔

(حیات قدسی جلد ۵ صفحہ ۴۱ تا ۴۴)

بعض حیرت انگیز حقائق

اوّل:۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں پیدا ہوئے اور مشہور ہندو ودوان اور لیڈر شری بھائی پرمانند جی کی تحقیق یہ ہے کہ

"ہندوستان میں پنجاب کا اتہاس ایک بڑا مہتو پورن ہے مہابھارت کا سب سے بڑا یدھ پنجاب کے میدانوں میں ہی ہوا"

(ہفت روزہ ہندو لاہور ۷ جولائی ۱۹۴۰ء صفحہ ۷ کالم ا مینیجنگ ایڈیٹر دھرم ویر ایم اے۔ مقام اشاعت شیش محل روڈ لاہور)

دوم۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے فرزند موعود اور جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے قادیان میں یکم اپریل ۱۹۳۸ء کو خطبہ جمعہ کے دوران یہ انکشاف فرمایا کہ:۔

تحقیق کے دوران میں ایک اور عجیب بات یہ بھی معلوم ہوئی جسے تاریخی طور پر نہیں بلکہ ذوقی طور پر میں بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ آپ حضرت کرشن کے مثیل ہیں۔ اب اس تحقیق کے دوران میں معلوم ہوا کہ پانڈو منگولین دیس یعنے مغل قوم میں سے تھے اور پرانے ہندو لٹریچر میں ان کو زور اقوام قرار دیا گیا تھا۔ جو چینیوں کا نام ہے۔ اس لحاظ سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشابہت ثابت ہے۔ کیونکہ آپ بھی منگولین ریس میں سے ہیں اور آپ کا خاندان مغلیہ خاندان ہے۔ اور مغل سب چینی ہیں۔ گو اصل میں ہمارا سب کا منبع عرب ہے صرف درمیانی عرصہ میں کسی قوم کے کسی دوسری جگہ زیادہ عرصہ رہنے سے اس کے خواص بدل جاتے ہیں۔ ورنہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ چونکہ عربی زبان ام الالسنہ ہے اس لئے انسانی نسل کا منبع بھی عرب ہی ہے۔

(الفضل قادیان ۱۰؍اپریل ۱۹۳۸ء صفحہ ۲ کالم ۴)

سوم۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مہابھارت کی مادی جنگ اٹھارہ روز تک جاری رہی اور اگرچہ فریق مخالف کے جرنیل دریودھن کے پاس دس لاکھ فوجی تھے مگر پانڈو اور ان کے سردار ارجن نہتے ہونے کے باوجود سری کرشن جی کی برکت سے فتحیاب ہوگئے (مہابھارت صفحہ ۷۔۱۴۷۔ ۱۷۲ مولفہ آر کے نارائن ترجمہ نعیم احسن ناشر نگارشات "۳ ٹمپل روڈ لاہور۔ اشاعت ۱۹۹۹ء)

بالکل یہی کیفیت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے عہد مبارک میں ہوئی جب آپ کو 1890ء کے آخر میں مسیح محمدی کا منصب جناب الٰہی کی طرف سے عطا ہوا تو ہندوستان بھر کے مکفر فرقہ پرست اور متعصب علماء جو کروڑوں کی طرح لاکھوں کی تعداد میں تھے یکایک میدان مخالفت میں کود پڑے اور آپ کے سلسلہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے دوسرے اہل مذاہب سے مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر آپ نے 1891ہی میں پیشگوئی شائع کر دی کہ:۔

"میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خداتعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں عظیم الشان فتح پاؤں"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۶۳ طبع اول ۱۸۹۱ مطبع ریاض ہند پریس امرتسر)

چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا چنانچہ آپ نے اپنی وفات سے ایک سال قبل اپنی کتاب ضخیم کتاب حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کے دیباچہ میں تحریر فرمایا:۔

"میرے مقابل پر ہر ایک فرشتہ سیرت جب آیا تو وہی مارا گیا جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا جس نے میرے پر بددعا کی وہ بددعا اُسی پر پڑی جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اُسی نے شکست کھائی چنانچہ بطور نمونہ اسی کتاب میں ان باتوں کا ثبوت مشاہدہ کرو گے"۔

اس ضمن میں ایک محیر العقول مشابہت یہ بھی سامنے آتی ہے کہ جہاں "مہابھارت" کی مادی جنگ ۱۸ روز تک جاری رہی وہاں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اس عظیم دینی علمی اور روحانی جنگ میں جس میں آپ کو عصر حاضر کے لاکھوں بلکہ کروڑوں "کورووں" کے مقابل فتح نمایاں حاصل ہوئی اٹھارہ برس تک برسرپیکار ہے۔ یہ طویل اور صبر آزما جنگ مسیحیت پر فائز ہونے کے بعد یوم وصال تک کے زمانہ پر محیط تھی۔

متحدہ ہندوستان میں حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ امام جماعت احمدیہ نے اپنے ایک پمفلٹ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ظہور کا تذکرہ کرتے ہوئے پرماتما کے سچے عاشقوں اور سیوکوں سے یہ دردمندانہ اپیل کی:۔

"تمہارے لئے ہاں اے ہندو بھائیو! تمہارے لئے خداتعالیٰ کی محبت کی چادر کا تحفہ لایا ہے

تم پرانے بزرگوں کی اولاد ہو تم کو بجا فخر ہے کہ ہمارے باپ دادے سب سے پرانی تہذیب کے حامل تھے۔ تم ایک ایسے فلسفہ کو پیش کرتے ہو کہ تمہاری تاریخ اس سے پہلے کسی فلسفہ کو تسلیم ہی نہیں کرتی۔ مگر کیا تم اُن پرانے جسموں کو اُس پرانی روح سے خالی رکھو گے جو پرماتما کی طرف سے آتی ہے جو سب سے قدیم اور سب سے پرانا ہے؟ پرانی چیزیں قابل قدر ہوتی ہیں مگر تبھی تک جبتک کہ انمیں جان ہوتی ہے تمہارے ماں باپ جسقدر بوڑھے ہوتے جاتے ہیں تم انکی زیادہ عزت کرتے ہو لیکن جب وہ مر جاتے ہیں تم انکو چتا پر لٹا کر جلا دیتے ہو۔ پس پرانی چیز قابل عزت ہے لیکن جب تک اسمیں جان ہو۔ پھر تم اپنی پرانی اور قابل عزت چیزوں میں جان ڈالنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟

خداتعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جن کو وہ ایک دفعہ عزت دیتا ہے ان کے ساتھ ہمیشہ تعلق نبھاتا ہے۔ اور اگر وہ اسکی طرف رجوع کر کے نیکی کی رُوح حاصل کریں تو انہیں دوسروں سے زیادہ عزت بخشتا ہے۔ پس اگر تم کو قدیم تہذیب اور قدیم فلسفہ کا ورثہ ملا ہے تو اسے خداتعالیٰ کی روح سے زندہ کرو

......اگر کرشن جی اور رامچندر جی کی طرح انکے بعد آنے والے لوگ بھی پرماتما سے تعلق رکھتے تو کبھی یہ نوبت نہ پہنچتی کہ خداتعالیٰ کا اونچا آستانہ چھوڑ کر مقدس رشیوں کی اولاد بتوں اور دیویوں کے آگے جھکتی پھرتی۔ جس ماتھے کو خداتعالیٰ نے چومنے کیلئے بنایا تھا کتنے افسوس کا مقام ہے کہ وہ اپنے سے بھی ادنیٰ چیزوں کے آگے جھکتا ہے وہ نظریں جو اونچا اُٹھنے کیلئے بنی تھیں افسوس کہ پاتال کیطرف جھکی ہوئی ہیں مگر کیوں؟ کیا اس لئے کہ ان کے لئے اور صورت ممکن نہیں۔ نہیں نہیں ہو سکتا۔ کیا خدا کرشن اور رامچندر کی اولادوں اور سیوکوں کو ہمیشہ کیلئے چھوڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ چنانچہ اُس نے ہندوؤں کی ترقی اور اصلاح کے لئے نہکلنکی اوتار کو بھیجدیا ہے جو عین اس زمانہ میں آیا ہے جس زمانہ کی کرشن جی نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ اس نے خداتعالیٰ کے تازہ نشانوں سے دنیا کو خداتعالیٰ کے زندہ اور قادر ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔ ایسا ثبوت کہ کوئی شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور اب ہر شخص جو پرماتما سے محبت کرنا چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے اپنے ایشور سے مل سکتا ہے اور اُن انعاموں کو حاصل کر سکتا ہے جو پرانے رشی منی حاصل کیا کرتے تھے۔

وہ پھر دنیا کو انصاف اور عدل سے بھرنا چاہتا ہے جو لوگ اُن پر ایمان لاتے ہیں اُن کو خداتعالیٰ بڑا نور بخشتا ہے۔ اور اُن کی دُعائیں سنتا ہے اور اُن کی سفارشوں پر لوگوں کی تکلیفوں کو دُور کرتا ہے اور عزتیں بخشتا ہے آپکو چاہئے کہ اُنکی تعلیم کو پڑھ کر نور حاصل کریں اور اگر کوئی شک ہو تو پرماتما سے دُعا کریں۔ کہ اے پرماتما! اگر یہ آدمی جو تیری طرف سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے آپ کو نہہ کلینک اور کہتا ہے۔ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس کے ماننے کی ہم کو توفیق دے۔ اور ہمارے سینہ کو اس پر ایمان لانے کیلئے کھول دے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ پرماتما ضرور آپکو غیبی نشانوں سے اسکی صداقت پر یقین دلا دے گا۔ ☆☆☆

جنم اشٹمی پر خاص

حضرت کرشن جی کے فرمودات

خورشید احمد پربھاکر درویش ہندی قادیان

آج سے ساڑھے پانچ ہزار سال پہلے بھارت کی خود مختار ریاست متھرا میں شری کرشن جی کا جنم ہوا۔ اس زمانہ مہابھارت کے والدین کا نام شری واسودیو اور والدہ کا نام دیوکی تھا۔

کہا جاتا ہے کہ ''جب راجہ کنس واسودیو اور دیوکی اپنے بہن بہنوئی کا رتھ ہانکتا ہوا متھرا سے تھوڑی دُور باہر گیا، تب اسے آکاش وانی (الہام) ہوئی کہ اے کنس! جس کو تو بڑی خوشی سے پہنچانے جاتا ہے۔ اس کے پیٹ سے ہونے والا آٹھویں بچہ تیرے مارنے والا ہوگا۔ یہ آکاش وانی (الہام) سن کر کنس مارے ڈر کے کانپنے گا۔

(بھاگوت اسکند ۱۰ ادھیائے ۷ صفحہ 258۔ مترجم سوامی نیشی دیال کاتھ۔ مطبع نولشکور لکھنؤ ۱۹۳۲ء)

کہا جاتا ہے کہ شری کرشن جی کی پیدائش سے پہلے راجہ کنس آپ کے سات بہن بھائی مروا چکا تھا۔ شری کرشن جی کی پیدائش پر پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق آپ کے والد دریائے جمنا کے اُس پار علاقہ گوکل میں آپ کو ''نند'' نامی ایک گوالے کے ہاں چھوڑ آئے اور اس گوالے کی نوزائدہ لڑکی متھرا کنس کے جیل خانہ میں لانے میں کامیاب ہوگئے۔

وہ لڑکی ہندو روایات کے مطابق ''کرشن جی'' کے بدلے میں موت کے گھاٹ اتاردی گئی'' کچھ روایات کے مطابق آپ کے بدلے میں مارے جانے والی لڑکی کنس کے ہاتھ سے چھوٹ کر آسمان میں چلی گئی''

(بھاگوت اسکند نمبر ۱۰ ادھیائے ۴ صفحہ ۲۶۴)

جب راجہ کنس کی تباہی کا موعود وقت قریب آپہنچا تو راجہ کنس اپنے بھانجے شری کرشن جی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ''شری کرشن جی نے کنس کی لاش گھسیٹی اور نعش جمنا کنارے کھینچ کر لے جانے سے وہاں کنس کھار انالا ظاہر ہوکر اب تک (1932 تک) متھرا میں بعضے وقت کنس کی کھال دکھائی دیتی ہے''

(بھاگوت اسکند ۱۰ ادھیائے ۴۴ صفحہ ۴۱۸)

جنگ مہابھارت

ہندوؤں کی تاریخ میں دو جنگوں کا ذکر ملتا ہے ایک جنگ حضرت رامچندر جی اور راون والئے لنکا کے درمیان لڑی گئی۔ جس کی بنیادی وجہ سیتا ''عورت ذات کی عصمت و عفت کا تحفظ'' تھا۔ یہ جنگ بھارت سے باہر لنکا دویپ میں لڑی گئی۔ بھارت جنگ کی ہولناک تباہی و بربادی سے محفوظ رہا۔ اس جنگ میں حق پرستوں، رام کی فتح ہوئی۔

دوسری جنگ مہابھارت کے نام سے مشہور حضرت کرشن جی مہاراج، پانڈووں اور حزب مخالف کورووں کے درمیان موجودہ دِلی کے قریب کورو کھشیتر کے میدان میں لڑی گئی۔ اس جنگ میں مظلوم پانڈوؤں کو فتح ہوئی، حضرت کرشن جی مہاراج نے سارا مفتوحہ علاقہ اس کے اصل حق داروں پانڈووں، کے سپرد کردیا۔

جنگ مہابھارت کی بنیادی وجہ

''راجہ یدھشٹر نے اپنا راج پاٹ خود اور اپنے بھائی بند۔ حتیٰ کہ اپنی بیوی دروپدی کو جوئے میں داؤ پر لگایا۔ اور سب کچھ ہرادیا۔ دریودھن جیت گیا۔ دریودھن نے زور دیا کہ دروپدی کو کھینچ کر بھرے دربار میں لوگوں کے سامنے لایا جائے کیونکہ وہ اُسے جھاڑو لگانے اور ایک نوکرانی کے طور پر کام کرنے کو کہے گا''

(بحوالہ اخبار ہند سماچار جالندھر جلد نمبر ۴۱ شمارہ ۱۰۲ صفحہ ۹ مورخہ ۱۳/اگست ۱۹۸۴ء)

اس سے دریودھن کا مقصد یہ تھا کہ اسورہ پشیا دروپدی کو برہنہ کرنے سے پانڈوں اپنی موت آپ مرجائیں ۔۔۔ نہ بانس نہ بجے گی بانسری۔

پانڈووں نے شاہی محلات میں رہنے والی پردہ دار مستورات جن کو سورج کی کرنیں بھی نہیں دیکھ پاتی تھیں۔ شہزادیوں اور دروپدی کی بے پردگی اور ہتک عزتی جنگ مہابھارت کا بنیادی سبب بنی۔ اس جنگ میں دریودھن اور اس کے ساتھی ظالم راجاؤں کی حکومتوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔

حضرت کرشن جی مہاراج کے فرمان

توحید:۔ جملہ مذاہب اور انبیآء علیہم السلام کی بعثت کی بنیادی، سب سے پہلی اور اہم غرض خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی وحدانیت کا قیام ہوتا رہا ہے۔ شری کرشن جی کے زمانہ میں مذہب پر سانکھیہ وغیرہ مختلف فلاسفہ کے اثرات کا غلبہ تھا۔ سارا سماج شرک کی دلدل میں پھنس کر بے دم اور بے کس ہوکر دم توڑ رہا تھا'' توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی'' دھرم کے ٹھیکے دار ہمیشہ کی طرح بلبلاتے، سسکتے ہوئے سماج کے اموال اپنے دام تزویر کے بل بوتے پر لوٹ رہے تھے۔ تمام قسم کے مشکل کرم کانڈ، یگیہ، تپسیا اور مشکل برت کے باوجود نجات سے مایوس کردیئے گئے تھے کہ ہمیشہ کی نجات تو ایسے ہوا جسے سمندر میں ڈوب مرنا'' ستیار تھ پرکاش سوال نمبر ۲۴ صفحہ ۳۵۹

ایسے مایوس کن مشرکانہ ماحول میں شری کرشن جی مہاراج نے سب سے اوّل قوم کو غفور و رحیم و کریم اور شفیق خدا کی ہستی کا یقین دلایا۔ اور بھارتیہ سماج کو خدائے رحمان کی وحدانیت پر قائم کیا اور ہمیشہ کی نجات و فلاح و بہبود کا یقین دلوں میں پیدا کیا۔

شریمد بھگوت گیتا میں 1 جو حضرت کرشن جی مہاراج کا لافانی شاہکار مانا جاتا ہے آتا ہے کہ (شریمد بھگوت گیتا ادھیائے ۸ شلوک نمبر ۲۰)

ترجمہ:۔ ''جو ہستی قائم بذاتہٖ، غیب سے پرے نہایت اعلیٰ اور نہایت عجیب و غریب ہے اور جو حواس کا مضمون نہیں یعنی حواس سے وہ ہستی معلوم نہیں ہوسکتی نہایت قدیم، ازلی، ابدی، ہمیشہ ہمیش سے ہے وہ قائم دائم ہستی تمام عناصر کے ناش ہونے پر بھی ناش و فناہ نہیں ہوتی''

تشریح: ''وہ پرماتما اجما اور بے مثل ہے آنکھ وغیرہ حواس سے اسے کوئی بھی نہیں جان سکتا''

(موکشو بھاش بھگوت گیتا ادھیائے ۸ شلوک نمبر ۲۰ صفحہ ۳۶۰) منظوم ترجمہ دل کی گیتا ۸:۲۰ صفحہ ۸۲

''پرے غیب سے بھی ہے اک ذات غیب
وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب
کسی نہ کچھ بات باقی رہے
فقط اِک وہی ذات باقی رہے''

2۔ شری کرشن جی مہاراج نے سماج کے دلوں میں یقین بھر دیا کہ نور علیٰ نور، ذات یکتا جہالت کی تاریکی و ظلمت سے بالا ہے۔ توہمات و باطل نظریات سے پرے ہے۔ اُسی برہم کو حاصل کرنا انسانی پیدائش کی غرض ہے۔

شریمد بھگوت گیتا ادھیائے نمبر ۱۳ شلوک ۱۷

ترجمہ: ''سو انوار آفتاب وغیرہ میں بھی ''اسی برہم (خدا) کا نور ہے اور اسے ظلمات سے دور کہا جاتا ہے۔ وہ گیان سوروپ (علیم ہستی) دانستنی بذریعہ علم ہے اور کُل ذِی ارواح کے دِل میں مقیم ہے''

تشریح:۔ شرتی کہتی ہے کہ جس نور علیٰ نور پرماتما سے یہ پرجلال سورج چمک رہا ہے اور جس کے نور سے یہ سورج، چاند، ستارے وغیرہ سارا جہان روشن ہے وہ برہم (رب العالمین) بے علمی، جہالت۔ ظلمت و تاریکی سے بہت پرے ہے۔

گیان سے ممکن ہے اس کا حصول
کہ ہردے (دل) میں سب کے ہے اس کا دخول

(موکشو بھگوت بھاش بھگوت گیتا ۱۳:۱۷ صفحہ ۵۱۴۔۵۱۵) منظوم۔ ترجمہ: دل کی گیتا ۱۳:۱۷ صفحہ ۲۵۰

''وہی ذات نور علیٰ نور ہے جو تاریکیوں سے بہت دُور ہے۔

3۔ شریمد بھگوت گیتا ادھیائے نمبر ۲ شلوک ۱۷

ترجمہ:۔ ''جس آتما (خدا) سے یہ سارا جگت ویاپت (محیط) ہو رہا ہے۔ تو اس کو اوناشی، لافانی لازوال جان! اس اوناشی (لافانی) کا ناش کرنے کو کوئی بھی سمرتھ (قوی) نہیں ہے''۔

نہیں انتہا آتما کی کہیں اُسی سے ہے پر آسمان و زمین
متغیر نہیں اور نہ اُس کو زوال۔ فنا کر سکے کوئی کس کی مجال

(موکشو بھاش بھگوت گیتا ۲:۱۷ صفحہ ۹۱ صفحہ ۹۲)

منظوم ترجمہ دل کی گیتا ۲:۱۷ صفحہ ۸۲

اسی کو بقا ہے اسی کو ثبات
جہان پر چھائی ہوئی اس کی ذات

مژدۂ جانفزا:۔ شری کرشن جی مہاراج نے اپنے پر تاثیر کلام سے خدا سے مایوس انسانوں کو وصل کا امید افزا مژدہ سنایا اور انسانی فطرت میں ودیعت کی گئی وصل کی جستجو کا مداوا کیا۔ شریمد بھگوت گیتا کا نچوڑ اٹھارویں ادھیائے کے آخر میں ہے۔ اس کے شلوک ۶۴۔۶۶ میں فرمایا۔

منظوم ترجمہ دل کی گیتا ۱۸: ۶۴۔۶۶ صفحہ ۳۱۵

سن اب سِرِ پنہاں کی اِک اور بات
بڑے راز کی قابل غور بات
تو سب دھرم چھوڑ اور لے میری راہ
تو مانگ آکے دامن میں میرے پناہ
تیرے پاپ سب دُور کردوں گا میں
نہ غمگین ہو مسرور کردوں گا میں

(دل کی گیتا ۱۸: ۶۴: ۶۶ صفحہ ۳۱۵)

ترجمہ شریمد بھگوت گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۶۴

سب سے مخفی ترین میرا اعلیٰ درجہ کا مقال پھر سماعت کر کہ تو مجھ کو نہایت ہی پیارا ہے اس لئے تیرے فائدہ کے لئے میں کہتا ہوں۔

میرا راز جو سب سے مخفی ترین
ہے وہ بھی میں کہتا ہوں تیرے تئیں
تو ہے جو نہایت پیارا میرا
سمجھ کر میں اس میں فائدہ ترا
برغبت دِلی اس کو تو گوش کر
جو ہت تیرا ہے اس پہ رکھ تو نظر

(موکشو بھاش بھگوت گیتا ۱۸: ۶۴ صفحہ ۲۶۶)

ترجمہ:۔ شریمد بھگوت گیتا ۱۸: ۶۶

''سب دھرموں کو ترک کرکے ایک مجھ پرمیشور کی پناہ کو تو حاصل کر۔ میں تجھ کو سب گناہوں سے چھڑا دوں گا تو فکر مت کر''

(موکشو بھاش بھگوت گیتا ۱۸: ۶۶ صفحہ ۲۶۸)

مندرجہ شلوکوں میں حضرت کرشن جی مہاراج نے اصولی طور پر سمجھایا ہے کہ لوگوں کو

پیچیدہ کرم کانڈ، کٹھن یگیہ۔ جان لیوا تپسیا ناقابل برداشت برت۔ روزے توہمات جادو۔ ٹونے۔ تعویز گنڈے۔ جن بھوت بد ارواح کا خوف۔ پاکھنڈی تانترکوں کو چھوڑ دینا چاہئے۔ مختلف دھرموں کے پیروکاروں کو امام وقت کی صحبت میں پناہ لینی چاہئے۔ امام زماں کی صحبت میں آنے سے اس کی قوت موثرہ کے اثرات سے حاملانِ قوت متاثرہ کے سارے پاپ دھل جاتے ہیں مایوس سماج نجات و فلاح کی حقیقی روشنی سے منور ہوسکتی ہے۔ اس طرح سبھی لوگ ذاتی استعداد اور امام وقت سے مثبت مخلصانہ لگاؤ کے باعث دائمی اور ابدی نجات و فلاح اور وصل الٰہی پاسکتے ہیں۔

امام ربانی، مصلح وقت کی پیروی سے سابقہ فرسودہ روایات، قصے کہانیوں، من گھڑت تفاسیر، بعید از عقل، و قیاس معجزات و کرامات ایسے مذاہب کی پیروی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بلکہ مصلح ربانی کا بتایا ہوا راستہ ہی اصل دھرم ہوتا ہے۔

پردہ:

بھارتیہ تہذیب و تمدن کا نہایت اعلیٰ اور اہم رکن پردہ رہا ہے۔ جو آج تک کسی نہ کسی طرح ہندو سماج میں چلا آرہا ہے۔ شری کرشن جی کے زمانۂ مہابھارت کے دور میں پردہ کی بڑی اہمیت تھی خود شری کرشن جی مہاراج پردہ کے معاملہ میں بہت حساس تھے، بے پردہ عورت پر نگاہ ڈالنا ناجائز اور حرام سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت کرشن جی مہاراج کے بارے میں لکھا ہے کہ

☆۔ ”ایک بار بان اسُر موذی سے شری کرشن جی کی جنگ ہو رہی تھی۔ بانا سر مقابلہ کی تاب نہ لاکر میدان سے بھاگ نکلا...... تب بانا سر کی ماں اپنے بیٹے کو ”بڑانام“ کو بچانے کے واسطے ننگے بدن (منہ) دوڑتی ہوئی میدان جنگ میں آئی“۔

دھرم شاستر میں ایسا لکھا ہے کہ ایک مرتبہ پرائی استری و عورت کو دیکھ کر جب تک تین مرتبہ کڑوے تیل سے آنکھ نہ دھولے تب تک دوش (گناہ) اس کا نہیں مٹتا“۔

”اس لئے کرشن جی نے کوبڑا (کی ماتا) کو برہنہ دیکھنا مناسب نہ جان کر اپنا سر نیچے کر کے آنکھیں بند کرلیں۔“

(بھاگوت اسکند ۱۰ ادھیائے ۶۰ صفحہ ۵۲۴)

☆ پروگرام کے مطابق ”رکمنی ہزار سہیلیوں کے ساتھ دیوی پوجا کے لئے مندر کو چلی...... کرشن کے ڈر سے راجہ ششوپال (برادر رکمنی) نے پچاس ہزار شوربیر (بہادر) اس کی حفاظت کیلئے ساتھ کر دیئے ...... رکمنی نے گھونگھٹ اٹھا کر مسکراتے ہوئے کرشن کے رتھ کی طرف دیکھا“۔

(بھاگوت اسکند ۱۰ ادھیائے ۵۳ صفحہ ۴۷۵ صفحہ ۴۷۹)

☆۔ حضرت شری کرشن جی مہاراج کے زمانہ میں پردہ عام طور پر رائج تھا۔ چنانچہ محققین نے لکھا ہے کہ ”مہابھارت کال (کرشن جی کے زمانہ) میں پردہ کی رسم کا اشارہ ملتا ہے دریودھن (کورو راجہ) کی استریوں، عورتوں کو اسوریہ پشیا کہا گیا ہے۔ رامائن میں کہا گیا ہے کہ ”سیتا کو اگنی پریکھشا (امتحان نار) کیلئے سب کے سامنے کرنے کا حکم رام نے یہ کہہ لکھشمن کو دیا کہ سنکٹ (مصیبت) یگیہ (مذہبی فریضہ و تقریب) اور شادی کے وقت استری کا درشن (دیکھنا) آپتی جنک (قابل اعتراض) نہیں۔ لیکن اس دور میں پردہ کی رسم زمانہ وسطی جیسی سخت نہیں تھی۔ سوئمبر (رسم منگنی) میں عورتیں سب کے سامنے آتی تھیں“ (بھارتیہ سنسکرتی کی روپ ریکھا صفحہ ۶۵ مطبوعہ 1951 بار دوئم۔ لال کنوان دلی)

اسلامی پردہ میں سادگی ہے۔ سر سے چھاتی تک اوڑھنی سے گھونگھٹ نکالنا پردہ کا حصہ ہے۔ منگنی و مصیبت کے وقت عورتوں کا پردہ نہ کرنا جائز ہے۔ منگنی کے وقت دلہا اپنی ہونے والی دلہن کو دیکھ سکتا ہے یہ صرف جواز ہے عام بات نہیں ہے۔

لفظ اسوریہ پشیا پر ایک نظر

اسوریم پشیا...... ؟

شاہی محلات کی مستورات جنہیں سورج بھی نہیں دیکھ سکتا“ (پدمچندر کوش صفحہ ۷۹) لفظ پشیا کا اصل مادہ پش ہے جس کے معنے ہیں۔ دیکھنا چھونا (پدمچندر کوش صفحہ ۳۰۸)

قدیم بھارت کے مختلف راجواڑے باہم برسر پیکار رہا کرتے تھے۔ ہر ایک راجہ دوسرے راجہ کی مستورات کو جیتنا کامیابی کا راز سمجھا کرتا تھا۔ راجاؤں کے محلات اس طرز پر تعمیر ہوتے تھے کہ ان کی رانیوں و شہزادیوں کو غیر نہ دیکھ سکے۔ حتیٰ کہ سورج کی شعاعیں بھی انہیں مس نہ کر سکتی تھیں۔ پردہ اور حفاظت کی غرض سے ایسا کیا جاتا تھا غرضیکہ قدیم سے ہی عورت کی عزت و عصمت اور ناموس کی حفاظت اہل بھارت کا دھرم رہا ہے سو پردہ اور حفاظت ساتھ ساتھ چلتے رہے ہیں۔

یورپ کی ناشائستہ تہذیب کے مہلک اثرات ہمارے معاشرے پر کالے بادلوں کی طرح چھا رہے ہیں۔ آجکل کی بے پردگی اور بے راہ روی۔ دھرم مریادہ کی کھلم کھلا خلاف ورزی کو دیکھتے ہوئے پنڈت راج نارائن شاستری مشہور جیوتشی نے لکھا تھا کہ:۔

”عورتیں پندرہ سولہ سال کی عمر میں بھی بغیر چادر کے کھلے منہ بازاروں میں رنڈیوں کی طرح پھرنے لگی ہیں۔“

(رسالہ چیتاونی اردو ۱۹۴۲ء، صفحہ ۶۸ گز گانواں پنجاب بھارت)

شری کرشن جی مہاراج نے پردہ کرنے کی حمایت کی اور اپنے عمل سے، اپنے قول سے لوگوں کو پردہ کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ آپ نے نہایت عمدہ پیرایہ میں سماج کو رغبت دلائی ہے کہ وہ بھی ایسے کام کرے جیسے وہ خود کرتے ہیں فرمایا۔

سکن اوتار (انسانی شکل میں بعثت) لینا میرا صرف اس واسطے ہے کہ جس میں سنساری جیو (دنیا کے لوگ) مجھ کو اچھا عمل کرتے دیکھ کر آپ بھی اچھا عمل کریں۔

(بھاگوت اسکند نمبر ۱۰ ادھیائے ۶۹ صفحہ ۵۴۳)

ماہرین نفسیات کا ماننا ہے کہ آنکھوں میں ایٹمی توانائی اور ریڈیائی لہروں جیسی قوت انتہائی مقدار میں موجود ہے۔ مرد عورت کے گلعذار، حشم و اعضاء وغیرہ کی موزونیت ان ایٹمی و ریڈیائی لہروں کی دھماکہ خیزی میں مد ہوتی ہے اس لئے دنوں اطراف کی آنکھوں کی ایسی ایٹمی و ریڈیائی لہروں کے مابین کوئی نہ کوئی پردہ و حجاب ہونا چاہئے تاکہ دھماکہ خیز قوتیں باہم ٹکرا کر اخلاقی تباہی اور دھرم مریادا، مذہبی تقدس کے دیوالیہ پن کا باعث نہ بن سکیں۔ اس لئے اسلام نے مستورات کو گھونگھٹ نکالنے اور مردوں کو غض بصر کا حکم دیا ہے۔ ★

تیری آمد نے دیا غم کو بھلا آج کی رات

(خلافت خامسہ کے انتخاب والی رات (22 اپریل 03 کے حوالہ سے چند اشعار)

اِک نیا ہم نے کیا عہد وفا آج کی رات
پھر اُتر آیا زمیں پر ہے خدا آج کی رات
جس پہ چھائے تھے گھنے خوف و رجا کے سائے
بُقعۂ نور ہوئی اُس کی فضا آج کی رات
میرے آنگن سے قضا لے گئی اک شجر عزیز
صحن گلشن میں نیا پھول کھلا آج کی رات
زخمی دل ماہیٔ بے آب بنے تھے کہ جنہیں
مالکا! تو نے عطا کردی شفا آج کی رات
اُسکی فرقت میں سبھی پھرتے تھے مغموم و حزیں
تیری آمد نے دیا غم کو بھلا آج کی رات
پھر کیا حسرت دشمن کو حسیر و خاسرِ
تان کر ہم پہ محبت کی ردا آج کی رات
جب گرے سجدہ میں عشاق نشاں کی خاطر
پاگئی شرف اجابت وہ دُعا آج کی رات
سج گئے دِل کے دریچے کسی دُلھن کی طرح
اس پہ نکھرا ہے بہت رنگِ حنا آج کی رات
یوں بھی کیا شمع پر پروانے جلا کرتے ہیں
اہل دُنیا پہ نیا بھید کھلا آج کی رات
اک عجب اہل جنوں میں ہے تغیّر ساجدؔ
کل جو عاشق تھا وہ معشوق ہوا آج کی رات

(قریشی داؤد احمد ساجدؔ مبلغ سلسلہ ایسٹ لندن)

PRIME AUTO PARTS
House of Genuine Spares
Ambassador
&
Maruti

P, 48 PRINCEP STREET
CALCULTTA - 700072 ●2370509

دمشق کی تاریخی مسجد "الجامع الأموی"

مسلمانوں نے جب دمشق فتح کیا تو حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عبیدہ بن الجراحؓ شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہوئے اور جس مقام پر دونوں لشکر باہم ملے اور باجماعت نماز ادا کی گئی وہاں بعد ازاں ایک شاندار مسجد تعمیر کی گئی جسے مختلف اوقات میں چار نام دیئے گئے یعنی جامع دمشق، جامع بنی امیہ، الجامع الأموی اور الجامع المعمور۔ آجکل یہ مسجد الجامع الأموی کے نام سے معروف ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹ اور ۱۰ر جنوری ۲۰۰۲ء میں اس عظیم الشان تاریخی مسجد کے بارہ میں تفصیلی مضمون مکرم داؤد احمد عابد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

موجودہ شکل میں مسجد کی باقاعدہ تعمیر ۸۶ھ بمطابق ۷۰۶ء میں شروع ہوئی اور اسے مکمل ہونے میں نو سال کا عرصہ صرف ہوا۔ اس کی تعمیر میں مسجد نبوی کے نقشہ کو مدنظر رکھا گیا تھا۔ یہ پہلی مسجد تھی جس میں محراب، مینار اور گنبد وغیرہ تعمیر کئے گئے۔ گویا یہاں سے اسلامی فن تعمیر کا آغاز ہوا۔

اس مسجد کو دوسری مساجد سے ممتاز کرنے والی ایک چیز وہ کاشی کاری ہے جو اس میں کی گئی ہے۔ مختلف رنگین پتھروں اور سونے سے مزین یہ فن پارہ اپنی مثال آپ ہے جو دیکھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔ اس کا طول و عرض تیس ہزار مربع میٹر تھا۔ ۱۸۹۳ء میں اس کاشی کاری کا بیشتر حصہ آگ کی نذر ہو گیا۔

اس مسجد کی تعمیر پر قریباً ایک کروڑ بارہ لاکھ اشرفی یا دینار خرچ آیا۔ اس کے کھاتہ جات اٹھارہ اونٹوں پر لدوا کر ولید بن عبدالملک کی خدمت میں پیش کئے گئے جنہوں نے انہیں بغیر پڑھے یہ کہہ کر جلوا دیا کہ نیک کام میں حساب کتاب کیسا؟۔

یہ مسجد نماز کی ادائیگی کے علاوہ بھی خاص اہمیت کی حامل تھی۔ حاکم وقت یہاں اپنے عمال سے ملاقاتیں کرتے، یہیں عدالت لگائی جاتی اور دیگر قومی اہمیت کے معاملات سے متعلق مشاورت اسی جگہ ہوتی۔ یہاں کئی جید علماء کرام درس و تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے جن میں حضرت امام غزالیؒ اور امام ابن عساکرؒ بھی شامل ہیں۔

اسی مسجد میں "تاریخ ابن عساکر" تصنیف ہوئی۔ مسجد کا ایک کمرہ "بیت الخطابہ" یعنی لائبریری تھا۔ ہزاروں نادر کتب اسکی زینت تھیں، عربی کے علاوہ یونانی، لاطینی، آرامی اور سامی زبانوں میں بھی کتابیں موجود تھیں جن کے تراجم کا کام بھی یہیں ہوتا تھا۔

آگ کے نتیجہ میں اس لائبریری کو خاص طور پر بہت نقصان پہنچا۔ بعد میں بچی کچی کتابیں میوزیم کی زینت بن گئیں جن میں قرآن کریم کا وہ نادر نسخہ بھی شامل ہے جسے مصحف عثمانی کہا جاتا ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ یہ مسجد بہت سے مصائب سے گزری۔ ٦٦٨ھ میں تیمور لنگ کے حملہ کے نتیجہ میں یہ مسجد ایک کھنڈر کی طرح ہو گئی اور کسی سرائے خانہ کے طور پر استعمال ہونے لگی۔ بہت سے بے خانماں لوگوں نے یہاں ڈیرے جما لئے بلکہ بعض نے تو اصطبل کا کام بھی لیا۔ پھر ملک ظاہر رکن الدین نے اس مسجد کو لوگوں کے قبضہ سے آزاد کرا کر اس کی صفائی، تعمیر نو اور تزئین کا کام کروایا۔

اس سے قبل ۱۳۲ھ میں شدید زلزلہ کے باعث مسجد کی چھت لمبائی کے رُخ دونیم ہو گئی۔ قریباً ایک سو سال بعد ایک اَور زلزلہ نے مینار کو پتھروں کا ڈھیر بنا دیا۔ ۴۶۱ھ (۱۰۸۱ء) میں مسجد میں لگنے والی آگ کے بعد صرف اس کی دیواریں کھڑی رہ گئیں باقی سب کچھ قصہ پارینہ بن گیا۔ یہ آگ اُس جنگ میں کی جانے والی گولہ باری کا نتیجہ تھی جو عباسیوں اور فاطمیوں کے درمیان ہوئی۔ پھر چودہ سال کے بعد یہ مسجد دوبارہ تعمیر ہوئی۔ اسی طرح کئی بار زلزلوں اور آگ کے نتیجہ میں اس مسجد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ ۱۸۹۳ء میں جو آگ لگی وہ ایک مزدور کے حقہ پینے کے نتیجہ میں بھڑکی جس نے مسجد کی چھت پر اپنا حقہ تازہ کرنے کیلئے آگ سلگائی تھی۔ اس کے بعد دمشق کے شہریوں نے وقار عمل کی طرز پر اس مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ چنانچہ چھ سال کے عرصہ میں یہ مسجد مکمل کی گئی۔

مسجد کے موجودہ نقشہ میں اُن مختلف مقامات اور کمروں کی نشاندہی کی گئی ہے جو تاریخی لحاظ سے اہمیت کے حامل ہیں۔ مثلاً ایک ہال میں حضرت امام غزالیؒ درس دیا کرتے تھے، اسی طرح ایک کمرہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بھی رہائش پذیر رہے، ایک جگہ حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک شہادت کے بعد یزید کے سامنے لایا گیا تھا۔

موجودہ مسجد کے چار دروازے دو گنبد اور تین مینار ہیں جن میں سے ایک المئذنة البيضاء یعنی سفید مینار کے طور پر مشہور ہے۔ یہ مینار ۱۲۴۷ء میں ازسرنو تعمیر کیا گیا۔ یہ چوکور ہے۔ یہ مینار ملک صالح الایوبی (ابن صلاح الدین ایوبی) کے زمانہ میں تعمیر کیا گیا اور اس کی بلندی ٦۵ میٹر تھی۔

باغ میں ہر سمت تازہ آشیاں بنتے گئے

(عبدالرشید تبسم۔ ایم۔ اے)

زرد چہرے کاشفِ رازِ نہاں بنتے گئے
حادثاتِ عشق خود اپنی زباں بنتے گئے

اک خلش سے زندگی کچھ اس طرح خوگر ہوئی
خار آخر باعثِ آرامِ جاں بنتے گئے

آخرِ شب کچھ ستارے بُجھ کے خاکستر ہوئے
کچھ فروغِ نور سے ماہِ جواں بنتے گئے

آزمائش تھی ہماری طاقتِ پرواز کی
ماورائے عرش تازہ آسماں بنتے گئے

جانے کس منزل کی جانب شوق ہم کو لے چلا
مہر و مہ اکثر ہمارے ہم عِناں بنتے گئے

ابتدا میں ایک ناقہ تھا متاعِ رہرواں
رفتہ رفتہ راستے میں کارواں بنتے گئے

ہم نے دیکھا ہے امیر کارواں کا معجزہ
راہزن آ کر ہمارے پاسباں بنتے گئے

موسمِ گُل کا ہوا آغاز اِس انداز سے
باغ میں ہر سمت تازہ آشیاں بنتے گئے

جن اشاروں کا بھری محفل میں کچھ مطلب نہ تھا
ہو کے وہ منسوب ہم سے داستاں بنتے گئے

اپنی بے سامانیوں کا ذکر ہم کرتے رہے
مسکرا کر وہ ہمارے میہماں بنتے گئے

شرم سے ان کی نگاہیں فرش پر جھکتی رہیں
خاک کے ذرّے حریفِ کہکشاں بنتے گئے

محو حیرت ہیں تبسم! عرش پر شمس و قمر
پیکرِ خاکی خدا کے ترجماں بنتے گئے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَطِعْ اَبَاكَ

اپنے باپ کی اطاعت کر

طالب دعا یکے از جماعت احمدیہ

آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینٹنک لین کلکتہ 700001
دکان:: 248-5222'248-1652'243-0794
رہائش:: 237-0471'237-8468

تبلیغ دین ونشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers
Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Tullapara, Near Star Club
Calcutta-700039
Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد چیئرمین وقف نو بھارت کی قیادت میں

واقفین و واقفات نو قادیان کا ٹور ڈلہوزی و کھجیار

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کے بچے بچیاں اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہیں۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس بابرکت تحریک کے پیش نظر وقف نو بچوں کے روشن مستقبل کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر ملک میں کمیٹیاں تشکیل دی ہیں اور بھارت کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ کو چیئرمین وقف نو بھارت مقرر فرمایا ہے۔

مورخہ ۳ جولائی بروز جمعرات بعد نماز فجر اجتماعی دعا کے بعد واقفین و واقفات نو کا ٹور آٹھ گاڑیوں پر مشتمل ڈلہوزی کیلئے محلہ احمدیہ قادیان سے روانہ ہوا چونکہ اس ٹور میں خود بنفس نفیس حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب چیئرمین وقف نو بھارت اور حضرت آپا جان بھی ہماری درخواست پر بچوں کی حوصلہ افزائی کیلئے شامل ہوئے اس لئے یہ ٹور اس لحاظ سے تاریخی بن گیا کہ حضرت میاں صاحب نے بعض مقامات کی جہاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ قیام فرماتے تھے نشاندہی کی اور بعض تاریخی واقعات بیان فرمائے فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

چکی ریسٹ ہاؤس نورپور میں مختصر قیام: ۔جب یہ قافلہ نورپور پہنچا تو حضرت میاں صاحب نے چکی کے پاس گورنمنٹ ریسٹ ہاؤس میں چند منٹ قیام فرمایا اور بچوں کو بتایا کہ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ڈلہوزی تشریف لے جاتے تو اس جگہ وہ ضرور کچھ دیر کیلئے قیام فرماتے۔ چائے وغیرہ پینے کے بعد یہ قافلہ یہاں سے روانہ ہوا قریباً ساڑھے بارہ بجے ہم لوگ ڈلہوزی پہنچے۔

ڈلہوزی میں یوتھ ہوسٹل میں قیام کیا دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد حضرت میاں صاحب کے ارشاد پر یہ قافلہ اسی دن ۲ بجے کے قریب کالاٹوپ کیلئے روانہ ہوا ۳ بجے کے قریب ہم لکڑ منڈی پہنچے وہاں سے صرف دو گاڑیوں کو آگے جانے کی اجازت ملی۔

حضرت میاں صاحب اور چند دیگر افراد گاڑیوں میں سوار ہو کر کالاٹوپ پہنچے باقی ہم لوگ لکڑ منڈی سے پیدل کالاٹوپ گئے یہ قافلہ تین کلومیٹر سے زیادہ ہے کالاٹوپ میں بھی ریسٹ ہاؤس بنا ہوا ہے حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس جگہ بھی تشریف لاتے تھے اس جگہ بھی ایک گھنٹہ قیام کیا گیا اور حضرت میاں صاحب نے چند غیر مسلم دوستوں سے تبادلہ خیالات کیا پھر ہم لوگ واپس ڈلہوزی آئے۔

حضرت میاں صاحب اور آپا جان و مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ممبر وقف نو کمیٹی بھارت اور دیگر چند افراد کا قیام کمار ہوٹل میں تھا جبکہ باقی لوگ یوتھ ہوسٹل میں رہے۔ البتہ تینوں اوقات کے کھانوں میں حضرت میاں صاحب اور حضرت آپا جان یوتھ ہوسٹل میں تشریف لاتے رہے اور بچوں کے ساتھ ہی کھانا تناول فرمایا اور بچوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

کھجیار کیلئے روانگی: ۔ مورخہ 4.7.03 کو یہ قافلہ کھجیار کیلئے روانہ ہوا موسم بہت سہانا تھا راستے میں بادل بھی ہواؤں کے ساتھ ادھر اُدھر منڈلاتے رہے بچوں نے خوب لطف اُٹھایا ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ہم لوگ کھجیار پہنچے۔ کھجیار کے ریسٹ ہاؤس کے کمروں میں حضرت میاں صاحب اور حضرت آپا جان اور دیگر چند افراد تھوڑی دیر آرام کیلئے بیٹھے چونکہ جمعہ کا دن تھا اسلئے وہیں برآمدے میں دوپہر کا کھانا تیار کیا گیا۔

جمعہ کا خطبہ اور نماز: ۔ حضرت امیر صاحب کی اجازت سے میدان میں دریاں بچھائی گئیں۔ اور جمعہ کی تیاری کرنے کے بعد حضرت میاں صاحب ناظر اعلیٰ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور نہایت قیمتی نصائح کے ساتھ ساتھ تاریخی واقعات بھی بچوں کو بتائے پھر آنمحترم نے نماز پڑھائی نماز جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز بھی جمع کی گئی۔ میدان میں ہی تمام بچوں بچیوں نے لجنہ کی ممبرات نے اجتماعی رنگ میں تیار کردہ کھانا تناول کیا

جلسہ وقف نو: ۔ کھانا کھانے کے بعد پروگرام کے مطابق حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب چیئرمین وقف نو بھارت کی صدارت میں ایک مختصر سا جلسہ ہوا جس میں بچوں نے کچھ پروگرام پیش کیا۔ مکرم عمران منور باجوہ کی تلاوت کے بعد واقفات نو بچیوں نے ترانہ پیش کیا پھر مکرم عمران احمد خان نے لطائف سنائے اور مکرم و محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی نے تقریر کی خاکسار نے سب کا شکریہ ادا کیا حضرت میاں صاحب نے اپنے خطاب میں چند مفید۔۔۔ باتیں بتائیں اس کے بعد بچوں نے چہل پہل کی پھر ساڑھے چھ بجے ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے۔ رات ایک بجے کے قریب بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت یہ قافلہ مقدس بستی قادیان دارالامان میں پہنچا۔ (محمد یوسف انور سیکرٹری وقف نو قادیان)

حیدر آباد کی ڈائری

جماعت احمدیہ حیدر آباد ہر ماہ تعلیمی تربیتی تبلیغی پروگرام مرتب کر کے جماعت میں روحانی بیداری کی روح پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ آندھرا پردیش کی طرف سے مورخہ 1.6.03 کو آل آندھرا مجلس خدام الاحمدیہ کا کرکٹ ٹورنامنٹ رکھا گیا جس میں حیدر آباد سکندر آباد اور چنتہ کنٹہ کی ٹیمیں تھیں میچ حیدر آباد کے نظام کالج گراؤنڈ میں کھیلا گیا چنتہ کنٹہ نے یہ ٹورنامنٹ جیت لیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد نے اس ٹورنامنٹ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

☆۔ مورخہ 8.6.03 کو حیدر آباد اور سکندر آباد کی جماعتوں کا مشترکہ جلسہ یوم خلافت رکھا گیا جس کی صدارت محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر سکندر آباد نے کی۔

☆ مورخہ 15.6.03 کو بعد نماز فجر مسجد مومن منزل حیدر آباد میں تربیتی کلاس کا اہتمام کیا گیا۔ اور ٹھیک 10.30 بجے صبح جلال کوچہ میں جلسہ سیرۃ النبی صلعم کا انعقاد کیا گیا جس میں خاکسار نے مکرم منظور احمد صاحب اور مکرم عزیز احمد خان صاحب صدر حلقہ نے سیرت آنحضرت ﷺ کے موضوع پر تقاریر کیں۔

22.6.03 کو جماعت احمدیہ حیدر آباد اور سکندر آباد کے خدام نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب Revlation Rationality Truth پر مشترکہ سیمینار منعقد کیا۔ جو نہایت ہی کامیاب رہا اس اجلاس کی صدارت مکرم عارف قریشی صاحب امیر جماعت نے کی جبکہ تلاوت خاکسار نے کی نظم طاہر احمد نے پڑھی اور سیمینار کی تقاریر مکرم محمد صمد غوری صاحب محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ بھارت اور مکرم محمد احسن صاحب غوری استاد جامعہ احمدیہ نے کیں۔ کثیر تعداد میں احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی طلباء بھی شریک ہوئے۔ اجلاس کے اختتام پر محترم نائب صدر صاحب کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد سکندر آباد کے عہدیداران کی میٹنگ بھی منعقد ہوئی مورخہ 28.6.03 کو واقفین نو کی تربیتی کلاس مومن منزل سنتوشنگر میں لی گئی اگلے روز بعد نماز فجر مسجد مومن منزل میں انصار خدام لجنہ اماء اللہ کی دینی کلاس لگائی گئی جس میں مختلف دینی امور پر تبادلہ خیال کے علاوہ سوال و جواب کی محفل بھی منعقد ہوئی۔

خدمت خلق:۔ تعلیمی سال کے شروع ہونے پر مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد نے جماعت کے ضرورت مند کو تقریباً ۱۶۰ طلباء و طالبات میں ایک ہزار کاپیاں تقسیم کیں۔ تین خدام نے خون کا عطیہ دیا جبکہ ایک بیمار کو خون کیلئے اور ادویات کیلئے نقدی کے ذریعہ مدد کی گئی۔ علاوہ ازیں کئی صاحب استطاعت دوستوں نے غریب بچوں کی فیس اور کتابوں کی فراہمی میں مدد کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ (مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ حیدر آباد)

لہراہ منڈلم (اڑیسہ) میں نو مبائعین کی پندرہ روزہ تربیتی کلاس

مورخہ 5.5.03 کو صوبائی امیر صاحب اڑیسہ کی ہدایت پر جماعت احمدیہ لہراہ منڈلم میں پندرہ روزہ نو مبائعین بچوں کی تربیتی کلاس کا انتظام کیا گیا۔ جس میں ۶ جماعتوں جماعت احمدیہ پاکی والسہ۔ جماعت احمدیہ راپاک۔ جماعت احمدیہ پولندور۔ جماعت احمدیہ چھتاداء۔ جماعت احمدیہ راناالستلم۔ جماعت احمدیہ لہراہ منڈلم کے نو مبائعین بچے شریک ہوئے۔ تعلیم پانے والوں کی کل تعداد ۳۵ تھی۔ ۱۵ یوم تک صوبائی امیر صاحب اڑیسہ کی ہدایت پر انکا کھانے پینے کا انتظام کیا گیا۔

مورخہ 5.5.03 کو نماز فجر کے بعد دعا کے ساتھ تربیتی کلاس شروع ہوئی۔ ہر روز نماز فجر سے صبح ۸ بجے تک ناظرہ قرآن، یسرنا القرآن کی کلاس چلتی رہی۔ صبح ۱۰ بجے سے لیکر دوپہر ۱۲ بجے تک۔ دینی سوال و جواب کی کلاس ہوئی ۲ بجے سے لیکر عصر کی نماز تک نظم رات ۷ بجے سے لیکر رات ۱۰ بجے تک کلمہ۔ نماز۔ سورہ۔ اذان۔ دعا۔ وغیرہ کی کلاس چلتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس طرح سے ۱۵ دن تربیتی کلاس چلتی رہی جس میں سب نے سادی نماز مکمل یاد کی سورتیں۔ دعائیں وغیرہ یاد کیں آخری دن 20.5.03 کو جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روز ان نو مبائعین بچوں کا مقابلہ رکھا گیا۔ اور انعامات دیئے گئے (شیخ عبدالرشید معلم وقف جدید بیرون۔ جماعت احمدیہ لہراہ منڈلم)

صوبائی وزیر چھتیس گڑھ کی خدمت میں لٹریچر

مورخہ ۸ جون ۲۰۰۳ء کو جناب مہندر بہادر صاحب ایم ایل اے و راجیہ منتری چھتیس گڑھ کی خدمت میں اُنکے آبائی مکان سرائے پلی میں جماعتی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا گیا اور جماعت احمدیہ کا تعارف بھی کروایا گیا۔ (حلیم احمد مبلغ سلسلہ چھتیس گڑھ)

جمشید پور جھار کھنڈ میں تربیتی جلسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے صوبہ جھار کھنڈ میں دعوت الی اللہ کے کام کے علاوہ پرانی جماعتوں اور نومبائعین کے درمیان تعلیمی و تربیتی کام بھی ہو رہا ہے اور ہمارے مبلغین و معلمین کرام کی خوش کن رپورٹیں موصول ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ سب کو خدمت دین کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

خاکسار نے ماہ مئی ۲۰۰۳ کے پہلے ہفتے میں دمکا۔ دیوگھر۔ سدھوپور کا تبلیغی دورہ کیا اور سب کو جماعت احمدیہ میں شمولیت کرنے کی دعوت دی اس کے بعد گیارہ مئی جمشید پور کا بھی دورہ کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک شاندار اور خوش نما ماحول میں تربیتی اجلاس ہوا جہاں مکرم آفتاب عالم صاحب، مکرم فرزان احمد مبلغ سلسلہ، سید جاوید احمد و سید معین الدین نے تربیتی پہلو پر تقریر کی۔

اختتامی خطاب میں خاکسار نے بعض ضروری امور پر توجہ دلائی اس کے علاوہ خاکسار نے انصار اللہ خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ کو بھی دعوت الی اللہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت دین کی توفیق عطا کرے۔ (سید بشیر احمد صوبائی امیر جھاڑ کھنڈ)

قادیان میں ہفتہ اطفال

مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان نے اس سال پہلا ہفتہ اطفال ۱۹/اپریل ۲۰۰۳ سے منایا حضور رحمہ اللہ کی وفات کے باعث ہفتہ اطفال کی بقیہ کارروائی ۲۳ اپریل تا ۲۹ اپریل جاری رہی۔ مختلف پروگراموں کے بعد ۱ مئی کو تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی جس سے قبل یوم والدین کا جلسہ ہوا جس میں ڈاکٹر طارق احمد صاحب ایس ایم او قادیان نے گھانا میں رہتے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ساتھ تین سالہ زندگی کے ایک دو پہلو بیان کئے مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خلافت سے وابستہ رہنے کیلئے قیمتی نصائح کیں اختتامی خطاب میں محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم نے سامعین کو خلافت سے منسلک رہنے کی تلقین فرمائی اور اطفال کو انعامات تقسیم کئے۔ دُعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

(نوید الفتح ایڈیشنل سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان)

ایک مخالف احمدیت مولوی کا عبرتناک انجام

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اجمیر شہر کی بستی لوہاخان جو کہ درگاہ خواجہ غریب نواز سے صرف ۵ کلومیٹر دوری کے فاصلے جنوب میں واقع ہے کئی سالوں سے یہاں بھی جماعت قائم ہے اس بستی میں احمدیوں کی ۲ مخلص فیملیاں آباد ہیں ان کی کوششوں اور تبلیغ سے امسال مزید 6 اور فیملیاں بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئی ہیں مولویوں کی باسی کڑی میں پھر ابال آیا ہے شور و قہر برپا کر رکھا ہے گلی گلی ہر چوراہے شہر کی بستیوں میں پھر کر جلسے جلوس نکالتے رہتے ہیں لوہاخان کی سنیوں کی جامع مسجد کا بریلوی امام اور اس کا ساتھی مدرسہ مسجد چلا رہے ہیں تعویز گنڈے جھاڑ پھونک کر کے لوگوں کو لوٹتے ہیں احمدیت کے شدید مخالف تھے قریہ قریہ ہر بستی میں لاؤڈ سپیکر لگوا کر جلسے کرتے رات بھر چلّا چلّا کر حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں گندی گالیاں بکتے گندے الزامات لگاتے رہتے خاکسار اور ہمارے نومبائعین ساتھی بھائیوں کو جان سے مارنے کاٹنے کی دھمکیاں دیتے اس کارروائی کو کارِ ثواب سمجھتے اللہ تعالیٰ کی الٰہی گرفت میں آگئے واقعہ یوں ہوا 20.3.03 کو ان دونوں کو یہاں کی بستی سے ذلیل و خوار ہو کر جوتیوں کا ہار پہنا کر جوتے مار کر نکالا گیا عورتوں کی عزت لوٹنے کے مختلف کیسوں میں ملوث پائے گئے یہ معاملہ پولیس کارروائی میں بھی درج کروایا گیا تھا اس حادثے کی خبر 22.3.03 راجستھان پتریکا اجمیر میں بھی شائع ہوئی ہے خاکسار کے ساتھ بھی ان مولویوں کی کئی بار بحث مباحثہ تکرار ہوتی رہی تھی خاکسار نے انہیں بہت سمجھایا۔ لیکن یہ پھر بھی باز نہ آئے دن بدن اپنی کارروائی میں بڑھتے جاتے تھے۔ (مختار شکیل بھٹی خادم سلسلہ اجمیر)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران – حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ ربوہ - پاکستان

فون دوکان 0092-4524-212516

رہائش 0092-4524-212300

جلسہ یوم امہات ناصرات الاحمدیہ قادیان

ناصرات الاحمدیہ قادیان نے پندرہ روزہ تربیتی کلاس لگانے کے بعد جلسہ یوم امہات منعقد کیا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز زیر صدارت حضرت سیدہ امۃ القدوس صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھر شاہدہ رحمٰن زبدہ صاحبہ نے پندرہ روزہ تربیتی کلاس منعقدہ 27 مارچ تا 15 اپریل کی رپورٹ پڑھکر سنائی اس کلاس کے دوران دو تربیتی تقاریر بھی ہوئیں ۱۰/ اپریل کو معیار اوّل کی خانہ داری کا پروگرام کر کے کلو جمیعا بھی کیا گیا۔

۱۸۱ ممبرات نے کلاس لگائی اور ۱۷۳ ممبرات نے اس کلاس کا تحریری امتحان دیا۔ آج کے اجلاس میں محترمہ صدر اجلاس نے اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم کئے۔

بعد ازاں محترمہ حضرت سیدہ امۃ القدوس صاحبہ صدر اجلاس نے ممبرات لجنہ و ناصرات سے خطاب فرمایا۔ آپ نے جماعت احمدیہ اور خلافت احمدیہ سے وابستگی پر اظہار شکر فرماتے ہوئے تمام عورتوں کو دُعا کے ساتھ بچوں کی تربیت کی اہمیت پر توجہ دلائی۔ دُعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(بشریٰ چیمہ جنرل سیکرٹری لجنہ بھارت)

گول گری (کرناٹک) میں تعلیمی کلاسز

اللہ تعالیٰ کا بیحد فضل و احسان ہے کہ تعلیم الاسلام سنٹر گول گری کو موسم گرما کی تعطیلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نومبائعین کیلئے تعلیمی کلاسز کے انعقاد کی توفیق ملی۔ الحمد للہ۔

مورخہ 2.5.03 تا 31.5.03 صبح نو بجے سے ایک بجے تک پھر 2.30 بجے سے ساڑھے چار بجے تک علمی کلاسز کا انعقاد ہوتا تھا۔ خاکسار کے علاوہ مکرم سلیمان خان صاحب معلم سلسلہ کلاس لیتے رہے 58 طلباء تعلیمی کلاسز میں شامل ہوئے مقررہ نصاب کے علاوہ طلباء میں علمی جستجو پیدا کرنے اور انکی معلومات میں اضافہ اور ازدیاد ایمان کیلئے بعد نماز مغرب مختلف علمی نشستیں بھی منعقد ہوتی رہیں۔ ان نشستوں میں طلباء کو بے جھجک سوالات اور استفسارات کا موقعہ دیا گیا۔ اور مختلف موضوعات پر بے تکلف گفتگو ہوتی رہی۔

تعلیمی کلاسز کے دوران آنے والے جمعوں کے موقعوں پر نومبائعین طلبا کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور مجلس سوال و جواب دیکھنے اور سننے کا خصوصی انتظام کیا گیا طلباء بہت ذوق و شوق کے ساتھ پروگرام سے مستفید ہوتے رہے۔ روزانہ بعد نماز عصر طلباء کیلئے خصوصی کھیلوں کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اس دوران مورخہ 22.5.03 بروز جمعرات جلسہ سیرت النبی صلعم منعقد کیا گیا خاکسار کی زیر صدارت جلسہ کی کارروائی صبح ۱۰ بجے شروع ہوئی تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم محمد حبیب اللہ صاحب مکرم محمد جعفر احمد صاحب معلم سلسلہ مکرم محبوب صاحب عارضی معلم سلسلہ کی تقریر ہوئی پھر تعلیم الاسلام سنٹر گول گری کے تین طلبا نے تقریر کی بعدہ مکرم سلیمان صاحب معلم سلسلہ کی تقریر ہوئی آخر میں خاکسار نے چند باتیں بیان کیں۔ دُعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (ناصر احمد زاہد مبلغ سلسلہ گول گری)

اردو ٹیچرس کیلئے انعامی مقابلہ نمبر 3

بنگلور میں ریاستی اردو ٹیچرس کانفرنس و کل ہند مشاعرے میں شرکت کرنے والے افراد کو مبارک باد۔ مقابلہ نمبر ۳ کا سوال کہنا بھی استاد کا مانو۔ حکم نہ ان کا ہر گز ٹالو۔ یہ شعر کس شاعر کا ہے حصہ لینے کے شرائط۔ ۱۔ ۵۰ پیسے کے پوسٹ کارڈ پر اپنا اور ہمارا ایڈریس اردو میں لکھئے۔ ۲۔ اسکول کے نام کی مہر لگوایئے ۳۔ کس اخبار میں یہ اعلان پڑھا نام لکھیں۔ اس لئے کہ یہ اعلان ملک کے ایک سو اردو اخبارات میں شائع ہوتا ہے۔ خطوط ملنے کی آخری تاریخ ۲۵/ اگست ہے ہمارا پتہ ہے:۔

خان باز بیدری۔ اردو ملاپ سوسائٹی

ہتلا۔ شیموگہ، کرناٹک۔ 577214

KASHMIR JEWELLERS

کشمیر جیولرز

Mfrs& Suppliers of:
GOLD & DIAMOND
JEWELLERY

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

چاندی و سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Main Bazar Qadian (Pb.)

Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063

E-mail. kashmirsons@yahoo.com

مجلس انصار اللہ امریکہ کی لیڈر شپ کانفرنس

جماعت احمدیہ امریکہ کے نیشنل ہیڈ کوارٹر بیت الرحمٰن میری لینڈ میں مجلس انصار اللہ نے تمام قائدین وزعماء کی دوروزہ لیڈر شپ کانفرنس کا اہتمام مورخہ ۱۸۔۱۹ جنوری ۲۰۰۳ء کو کیا۔ امریکہ کے طول وعرض سے بیس مجالس کے ساٹھ سے زیادہ نمائندگان نے شرکت کی اور استفادہ کیا۔

پہلے دن کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا پھر صدر مجلس انصار اللہ امریکہ محترم ناصر محمود ملک صاحب نے عہد دہرانے کے بعد تمام نمائندگان کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ یہ کانفرنس پچھلے تین سالوں سے منعقد کی جا رہی ہے اور چونکہ مجلس انصار اللہ کا سال جنوری سے شروع ہوتا ہے اسلئے یہ مناسب وقت ہے کہ تمام قائدین وزعماء کو سارے سال کے پروگرام سے متعارف کرایا جائے تا وہ اپنی اپنی مجالس میں جا کر اس پر عمل درآمد کروا سکیں۔ اور یہی اسکا مقصد ہے۔ مفید اور متوقع نتائج کے حصول کیلئے ہم سب کو مستقل مزاجی اور یکجہتی و دلجمعی سے کام کرنا ہوگا اور دوران سال اپنی کارکردگی کا جائزہ بصورت رپورٹ لینا ہوگا تا کہ مسابقت کی روح پیدا ہوتی رہے۔ اسکے بعد صدر صاحب نے نمائندگان کو باری باری اپنا تعارف کرانے کا موقع دیا۔

بعد ازاں مکرم و محترم مولانا مختار احمد چیمہ صاحب مربی سلسلہ نے تلقین عمل کے دوران یہ نکتہ اجاگر کیا کہ انصار اللہ کا لفظ قرآن کریم میں متعدد بار آیا ہے اور حضرت مصلح موعود نے چالیس سال سے اوپر کی تنظیم کا یہ نام بڑی مصلحت کے تحت تجویز کیا۔ اس عمر میں جبکہ انسانی قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں بھلا وہ کیا خدا کی راہ میں مدد کر سکتا ہے لیکن بغور دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہی نام موزوں و مناسب ہے کیونکہ جسمانی طور پر جوں جوں انسان نحیف و ناتواں ہوتا جاتا ہے توں توں علم تجربہ اور مجاہدہ سے روحانیت میں طاقت پکڑ تا جاتا ہے اسی بلوغت کی عمر میں نبوت کے فرائض تفویض کئے جاتے ہیں تا کہ وہ اللہ کی راہ میں مددگار بنیں۔ ہم پر دو اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ایک تعلیم و تربیت اور دوسری تبلیغ آپ نے فرمایا انصار اللہ کے لیڈر ہونے کے ناطے ہمیں سید القوم خادمھم کا نمونہ بنکر من انصاری الی اللہ کہتے ہوئے اس کٹھن اور اہم فریضہ کو کماحقہ ادا کرنا ہوگا۔

پھر بارہ قائدین کرام نے باری باری اپنے پروگراموں کی تفاصیل بتائیں اور فرائض کی انجام دہی کے طریق پر سیر حاصل بحث و تمحیص کے بعد زعماء کو سوال وجواب کے مواقع فراہم کئے۔ وقتاً فوقتاً مختلف امور میں محترمی صدر صاحب وضاحت فرماتے رہے یوں یہ سلسلہ مغرب عشاء تک جاری رہا۔

اگلے روز کی کاروائی تہجد اور فجر کی نماز درس القرآن اور ناشتہ کے بعد شروع ہوئی جس میں ہفتہ کے بقیہ پروگرام دوپہر تک جاری رہے۔

آخری کاروائی کا آغاز مکرم و محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت ہائے متحدہ امریکہ کی صدارت میں تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ پھر صدر انصار اللہ نے عہد دہرایا اور امیر صاحب کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مختصراً اس لیڈر شپ کے اغراض و مقاصد گوش گزار کئے کہ ہم نے دوران سال کیا کچھ کرنا ہے اور اسکا لائحہ عمل کیا ہوگا۔ اس ضمن میں تمام قائدین وزعماء کیلئے تیار کردہ مخصوص فولڈر کی ایک کاپی امیر صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ اس کے بعد تمام حاضرین منتظمین وکارکنان کے علاوہ محترم مولانا چیمہ صاحب اور میزبان جماعت میری لینڈ (جنہوں نے طعام و قیام کا بیڑا اٹھایا) کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

اختتامی خطاب میں محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ یہاں بہت سے ایسے انصار ہیں جو علمیت و قابلیت میں مجھ سے بڑھ کر ہیں جو پروگرام صدر صاحب انصار اللہ نے پیش کیا ہے اور جو عہد ہم نے ابھی دہرایا ہے اس پر بصدق دل عمل پیرا ہونے سے انشاء اللہ امریکہ کی مجلس انصار اللہ حضور کی نظر میں نگینہ بن کر ابھرے گی آپ نے واضح کیا کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ مکہ میں کفار کے مصائب سہتے رہے لیکن ساتھ ہی نو مسلموں اور صحابہ کرام کی تربیت کے لئے اُن کے ساتھ مل جل کر رہے اور اپنے نمونہ سے انکی اصلاح و راہنمائی کی۔ یہاں یہ پروگرام ہے کہ چند احباب جماعت کم از کم مہینے میں ایک دن (ہفتہ اتوار) مرکز میں اکٹھے گزاریں تا کہ زیر تبلیغ نو مسلم اور نوجوانوں کو نہ صرف اسلامی بھائی چارگی اور اخوت و محبت کا عملی نمونہ دکھائی دے بلکہ اللہ رسول کی باتیں ان کے کانوں میں پڑیں اور تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنیں اور انکا صدق و تقویٰ پروان چڑھے اس پروگرام پر عمل پیرا ہونیکی اشد ضرورت ہے۔

اسی طرح چندہ میں پچیس فیصد اضافہ کی کاوش یقیناً نیک شگون ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یقیناً منافع کا سودا ہے جس میں کبھی گھاٹا نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو حصول کی توفیق عطا کرے۔

جہاں تک ملک کے کونے کونے میں پیغام حق پہنچانے کا تعلق ہے آپ نے فرمایا کہ ہمارے وسائل محدود ہیں لیکن ہم نفس بہ نفس پیغام پہنچانے میں کوشاں ہیں اور رہیں گے کیونکہ سعید روحیں قبول حق کیلئے تیار ہو رہی ہیں۔ اسلئے ہمیں عاجزی و دعا سے کام لینا ہے اور مسیح الزمان کے فرمان کے تحت براہین و دلائل کے ساتھ جہاد کرنا ہے نہ کہ سیف سے۔ وہ مخالفین جو وقتاً فوقتاً اسلام پر اور رسول خدا پر یہاں امریکہ میں حملہ آور ہوتے ہیں ہم انکا مسکت جواب جذباتیت سے نہیں بلکہ دلائل قاطع سے مناسب رنگ میں دیتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری رہنمائی اور مدد کرے گا اور پیغام حق کو زمین کے کناروں تک پہنچائے گا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا اس میں کیا کردار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں اپنی ذمہ داریوں کو بجالانے کی توفیق دے۔

آخر میں امیر صاحب نے صدر انصار اللہ امریکہ محترمی ناصر محمود ملک صاحب کی مساعی کو سراہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے ساتھ یہ لیڈر شپ کانفرنس کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی۔

(کلیم بن حبیب میری لینڈ)

درخواست دُعا و شکریہ احباب

خاکسار کو فروری 2003 میں اچانک ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہونا پڑا تھا جہاں خاکسار 3 ہفتے کے قریب رہا۔ دل کی ایک شریان بند تھی جسے انجیو پلاسٹی کر کے کھولا گیا اور Stent رکھا گیا سرجن سے پہلے Stent رکھا نہیں جاسکا اور اس نے اپنی مدد کیلئے دوسرے سرجن کو بلایا۔ جس نے کہا کہ آپ Stent کو واپس باہر نکال لو تو میں از سر نو رکھنے کی کوشش کروں گا۔ جب سرجن نے Stent کو باہر نکالنا چاہا تو وہ اسمیں بھی کامیاب نہ ہوا۔ اور Stent اندر ہی رہ گیا۔ چنانچہ دوسری ٹانگ سے Gouer کے راستہ Stent رکھا گیا بعد میں آپریشن کے ذریعہ پہلے والے Stent کو باہر نکالا گیا اسطرح چونکہ پیچیدگی پیدا ہو گئی تھی اسلئے دوسرے ہی روز ہسپتال سے گھر واپس بھجوانے کی بجائے خاکسار کو ۲ ہفتے زائد ہسپتال رکھا گیا ابتدائی چھ ماہ بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے اور مختلف ادویہ استعمال کروائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے کمزوری و نقاہت بہت ہوتی ہے عمومی طور پر الحمد للہ خاکسار کی صحت بہتر ہے۔

خاکسار کے ہسپتال میں قیام کے دوران اور بعد میں بھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بار بار حال دریافت فرماتے رہے اور پھولوں کے گلدستے بھی از راہ شفقت بھجواتے رہے۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ہمارے شفیق آقا اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہ صدمہ اتنا عظیم تھا کہ خاکسار اپنے محبین اور احباب کا شکریہ بھی ادا نہ کر سکا۔

اس دوران نہ صرف انگلستان کے مختلف شہروں سے ہی بلکہ دنیا کے مختلف خطوں سے احباب کرام اور عزیز واقارب بذریعہ فون، فیکس اور خطوط حال دریافت فرماتے رہے بہت سے احباب ہسپتال بھی اور بعد میں گھر بھی تشریف لاتے رہے خاکسار ان سب کا ممنون ہے اور بیحد شکر گزار ہے۔ نیز سب کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو صحت کاملہ عطا فرمائے ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے اور دین کی بے لوث اور مقبول خدمات کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

(منیر الدین شمس ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن)

دُعائے مغفرت

افسوس خاکسار کی والدہ محترمہ مسرت سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب ملکانہ مرحوم بقضائے الٰہی مورخہ 26 جون 2003 ٹھیک آٹھ بجے (صبح) معمولی بیماری کے بعد وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 27 جون ٹھیک 11 بجے دوپہر بہشتی مقبرہ میں مرحومہ کی تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ 54 برس کی تھیں۔ نہایت دیندار۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند۔ تہجد گزار زندہ دل۔ مہمان نواز، تقویٰ شعار تھیں۔ آخری عمر تک قناعت اور پرہیزگاری سے زندگی بسر کی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے دو لڑکے مکرم محمود احمد ملکانہ اور خاکسار رضوان احمد ملکانہ اور ایک بیٹی اہلیہ مکرم فیاض احمد صاحب قادیان سوگوار چھوڑے ہیں دونوں لڑکے اس وقت صدر انجمن احمدیہ میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ پسماندگان کے صبر جمیل کیلئے مرحومہ کی مغفرت اور اعلیٰ علیین میں مقام قرب کیلئے قارئین بدر سے دُعا کی درخواست ہے۔

(رضوان احمد ملکانہ قادیان)

......اعلان نکاح......

میرے تیسرے بیٹے عزیزم ڈاکٹر ناصر احمد ابن مکرم ڈاکٹر شاہ محمد خورشید احمد صاحب مرحوم آف ارول بہار کا نکاح حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ہمراہ عزیزہ ڈاکٹر عطیۃ الشکور بنت مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال قادیان مورخہ 15/جون کو مبلغ-/1,50000 روپے حق مہر پر مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ اس خوشی کے موقعہ پر -/1000 روپے اعانت بدر ادا کرتے ہوئے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

(بشریٰ احمد پالم ولا ارول بہار)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-RN61/57

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-220757
Tel Fax (0091) 01872-221702
Tel (0091) 01872-220814

The Weekly **BADR** Qadian
Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $
40 euro
By Sea : 10 £ 0r 20 U.S $

Vol :52 Tuesday 12 August 2003 Issue No. 32

بقیہ صفحہ: (2)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اولاد کے لئے ایسی تربیت کی کوشش کرو کہ ان میں باہم اخوت اتحاد جرأت شجاعت خودداری شریفانہ آزادی پیدا ہو ایک طرف انسان بناؤ دوسری طرف سچے احمدی بناؤ. حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جو اپنے بچوں سے شروع سے ہی عزت کے ساتھ پیش آتے ہیں ان کے بچے بھی بڑے ہو کے ان کی عزت کرتے ہیں اور باہر دوسروں کی بھی عزت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ آگے نسلاً بعد نسل چلتا چلا جاتا ہے اس لئے بچوں کو معمولی اور حقیر سمجھ کر بے وجہ جھڑکنا نہیں چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو ان سے عزت کا سلوک کیا کرو۔ حضور انور نے فرمایا عزت سے پیش آنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ غلطی پر بھی کچھ نہیں کہنا۔ عزت سے پیش آنے کے ارشاد کے ساتھ اچھی تربیت کا ارشاد بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات میں سختی نہ کرو لیکن غلط کام پر بچے کو سمجھاؤ بھی کیونکہ یہ تربیت کا حصہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا دین کے معاملے میں بچپن سے ہی بچے کے دل میں اس کی اہمیت اور پیار اور عزت پیدا کریں بعض دفعہ بچے ضد میں آکر بڑی ناگوار بات کر جاتے ہیں یہاں بہر حال بچے کو سمجھانے کے لئے ماں باپ کو کچھ سختی بھی کرنی پڑتی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں بچپن میں آنحضرتؐ کے گھر میں رہتا تھا کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ تھالی میں ادھر ادھر گھومتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس عادت کو دیکھ کر فرمایا اے بچے! کھاتے وقت بسم اللہ پڑھو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ اس وقت سے لے کر میں ہمیشہ حضور کی اس نصیحت کے مطابق کھانا کھاتا ہوں۔

حضور انور نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی تربیت کے اسلوب اور واقعات پڑھ کر سنائے جو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان فرمائے ہیں۔

حضور انور نے اپنے خطاب کے آخر پر احمدی ماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے احمدی ماؤ خوش نصیب ماؤ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے زمانے کے امام کو پہچانا۔ اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھا دنیا کی مخالفت مول لی اور یہ عہد کیا کہ ہم ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ اپنا اپنا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کہیں ہم اس عہد سے دور تو نہیں جا رہے ہمارا دین کو دنیا پر مقدم رکھنا صرف اپنی ذات تک محدود ہو کر تو نہیں رہ گیا کیا ہم اس کو آگے اپنی نسلوں میں بھی بڑھا رہے ہیں کیا ہماری گودوں میں پلنے والے عباد الرحمٰن اور صالحین کے گروہ میں شامل ہونے والے کہلانے کے حقدار ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے جو امانت ہمارے سپرد کی تھی انکی تربیت کی ہے؟ کیا ہم اور ہمارے بچے بہترین قوم کہلانے کے مستحق ہیں اگر ہاں میں جواب ہے تو مبارک ہو اگر نہیں تو یہ سب کچھ حاصل کرنے کیلئے آپ کو اپنی بھی اصلاح کرنی ہو گی جہاں ضرورت ہو وہاں اپنے خاوندوں کو بھی دین کی طرف مائل کرنے کی کوشش کرنی ہو گی۔ اپنے گھروں کے ماحول کو بھی ایسا پاکیزہ بنانا ہو گا جہاں میاں بیوی کا ماحول ایک نیک اور پاکیزہ ماحول کو جنم دے اور یوں ہر احمدی گھرانہ ایک نیک اور پاکیزہ معاشرہ قائم کرنے والا بن جائے اس میں جو بچہ پیدا ہو اور جو بچہ پروان چڑھے وہ صالحین میں سے ہو پس اپنی قدر و منزلت پہچانیں کوئی احمدی عورت معاشرے کی عام عورت کی طرح نہیں ہے۔ آپ تو وہ عورت ہیں جس کے بارے میں خدا کے رسول نے یہ بشارت دی ہے کہ جنت تمہارے پاؤں کے نیچے ہے۔ پس ایک نئے عزم کے ساتھ ہمت اور دعا سے کام لیتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں، آپ وہ خوش قسمت ہیں کہ خدا کے مقدس رسول اور مسیح موعودؑ کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اے اللہ تو ہماری مدد کر اور ہماری نسلوں کو بھی احمدیت پر قائم رکھ۔ اللہ کرے کہ آپ سب اپنی اولادوں کی تربیت اور ان کے حقوق ادا کرنے والی ہوں۔ آخر پر حضور نے دعا کرائی۔ (بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)

عہد خلافتِ خامسہ کی پہلی بابرکت مالی تحریک

......"طاہر فاؤنڈیشن فنڈ"......

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی Live نشریات سے احباب جماعت احمدیہ بھارت کو علم ہو چکا ہو گا کہ سیدنا و امامنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 37 ویں جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے اجلاس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز خطبات و خطابات، پُر معارف مجالس علم و عرفان اور بیش بہا تحریرات وارشادات کی مختلف زبانوں میں شایان شان طریق پر تدوین واشاعت، عہد خلافت رابعہ میں جاری ہونے والے تمام بابرکت تحریکات کے احیاء نو اور اکناف عالم پر محیط حضور رحمہ اللہ کے عظیم الشان کارہائے نمایاں کو زندہ جاوید بنانے کی غرض سے ایک انتہائی اہم اور وسیع منصوبہ کا اعلان فرمایا ہے۔ اور اس مہتم بالشان منصوبہ کی تکمیل کیلئے "طاہر فاؤنڈیشن فنڈ" کے نام سے اپنے بابرکت عہدِ خلافت کی پہلی مبارک مالی تحریک فرمائی ہے جو بلاشبہ حضور رحمہ اللہ کے وجود باجود سے بے پناہ محبت و عقیدت رکھنے کی وجہ سے ہر فرد جماعت کی دلی خواہش اور تڑپ کی آئینہ دار ہے۔ قادیان میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے اس بابرکت تحریک کا اعلان سننے کے ساتھ ہی اس پر پورے جوش و خروش کے ساتھ عمل در آمد شروع ہو چکا ہے اور اس کے لئے دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں "طاہر فاؤنڈیشن فنڈ" کے نام سے باقاعدہ ایک امانت بھی کھولی جا چکی ہے نظارت بیت المال آمد عہد خلافت خامسہ کی اس پہلی بابرکت مالی تحریک میں بھارت کی دیگر تمام جماعتوں کے مخلص اور صاحب استطاعت احباب و مستورات سے بھی اسی مومنانہ شان کے ساتھ والہانہ عملی مظاہرہ کی توقع رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر فرد جماعت کو اس بابرکت مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے نتیجہ میں ہمیں اپنے بے پایاں فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کا وارث کرے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893